تصوف کیا ہے؟

تصوف وسلوک کے بنیادی اور ضروری سوالات کے قرآن
عظیم الشان واحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں مدلل جوابات

تالیف
حضرت مولانا پیر گل رئیس نقشبندی مجددی
جامعہ دار الہدیٰ (مرکزی) ڈواپل بنوں

قاسم نانوتوی لائبریری بنوں
0336-5856666

تصوف کیا ہے؟

تصوف و سلوک کے بنیادی اور ضروری سوالات کے قرآن
عظیم الشان و احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں مدلل جوابات

تالیف
حضرت مولانا پیر گل رئیس نقشبندی مجددی
جامعہ دارالہدیٰ (مرکزی) ڈواپل بنوں

قاسم نانوتوی لائبریری بنوں
0336-5856666

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	تصوف کیا ہے؟
افادات	محبوب السالکین حضرت مولانا پیر گل رئیس نقشبندی مجددی
مرتب	مفتی محمد عبداللہ نقشبندی
معاون	مفتی فہد نواز حقانی
کمپوزنگ	اسد فراز نورنگ
سال اشاعت	اگست 2025
بار اشاعت	اول ایڈیشن

قاسم نانوتویؒ لائبریری
جامعہ دارالہدیٰ (مرکزی) جامن روڈ بنوں
Mob 0336-5856666 / 0335-8030171

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
17	حرفِ آغاز	
	تصوف و سلوک	
20	تصوف و سلوک کیا ہے؟	1
27	تصوف کا خلاصہ کیا ہے؟	2
27	طریقت کیا ہے؟	3
28	کیا طریقت میں شامل ہونا واجب ہے؟	4
31	شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کی حقیقت کیا ہے اور ان میں کیا فرق ہے؟	5
32	تصوف کا فائدہ کیا ہے؟	6
33	سلاسل اربعہ کون کون سے ہیں اور کیا یہ حق ہیں؟	7
34	سلسلہ نقشبندیہ کو نقشبندیہ کیوں کہتے ہیں؟	8

9	سلسلہ نقشبندیہ میں جو لطائف سبعہ اور اذکار ہوتے ہیں، اُن کی تفصیل کیا ہے؟	35
10	یہ سلسلہ کس صحابی سے چلا آرہا ہے؟	36
11	چاروں مسالک کے تمام مشائخ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کے اتباع کرنے والے ہیں پھر سلسلہ نقشبندیہ کی خصوصیت کیا ہو گی؟	36
12	کیا راہ سلوک پر چلنے کے لئے علم حاصل کرنا ضروری ہے؟	38
	شیخ / پیر	
13	کیا پیر تلاش کرنا ضروری ہے؟	40
14	کیا مرید خود پیر کو تلاش کرتا ہے؟	41
15	پیر کامل تلاش کرنے کا طریقہ کیا ہے؟	42
16	مرشد کامل کی پہچان کیا ہے؟	45
17	اللہ والے کون ہیں؟	46
18	اللہ والوں کی صحبت کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟	47

19	اللہ والوں کی نظر میں تاثیر کیسے ہوتی ہے؟	48
20	اہل اللہ کی صحبت کی اہمیت کیا ہے؟	48
21	اللہ والوں کی علامات کیا ہیں؟	49
22	اعلیٰ درجے کا تقویٰ کیسے حاصل ہوگا؟	51
23	آدابِ شیخ کیوں ضروری ہے؟	53
24	اگر مرید اپنے شیخ کی صحبت میں تاثیر محسوس کرے تو پھر اُسے کیا کرنا چاہیے؟	54
25	اگر مرید کو شیخ کے بعض اعمال سمجھ میں نہ آئے تو وہ کیا کرے؟	55
26	شیخ کے ساتھ رابطے کا کیا مطلب ہے؟	55
27	آج کل کامل پیر کے نااہل بیٹے کو بھی پیر سمجھا جاتا ہے کیا یہ دستور درست ہے؟	60
28	ولایت سے کیا مراد ہے؟	61
29	کیا اپنے شیخ کو سب مشائخ سے افضل سمجھنا ضروری ہے؟	62

30	شیخ پر اعتراض کیوں نہیں کرنا چاہیے؟	63
31	اولیاء اللہ کا تذکرہ کیوں ضروری ہے؟	63
32	کیا صحبتِ اہل اللہ سے قلب کا تصفیہ ہونے کے بعد قلب دوبارہ گندہ ہو سکتا ہے؟	64
33	فناء فی الشیخ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟	65
34	"ربط قلب بالشیخ" کا کیا مطلب ہے؟	66
35	تصوف میں سب سے قریب ترین راہ جو بندہ کو اللہ تعالیٰ سے ملا دے کونسی ہے؟	66
36	صاحب نسبت بندے کے لئے ہدایات۔	67
37	شیخ کے لئے کیا احکامات ہیں؟	68
38	اگر صاحبِ نسبت بندے کو لوگ تنگ کرے تو پھر وہ کیا کرے؟	72
39	رابطہ قلبی کیا ہوتا ہے؟	72
40	کیا شیخ کے ساتھ زیادہ رابطہ رکھنے سے سلوک میں ترقی زیادہ حاصل ہوتی ہے؟	73

41	کیا اولیاء کرام کا فیض موت کے بعد بھی باقی رہتا ہے اور دوسرے شیخ کی تلاش ضروری نہیں؟	74
	بیعت و ضرورتِ بیعت	
42	بیعتِ طریقت کیا ہے؟	76
43	کیا بیعت قرآن عظیم الشان سے ثابت ہے؟	76
44	کیا بیعت حدیث سے ثابت ہے؟	78
45	اگر کوئی بیعت نہ کرے تو کیا ہو گا؟	80
46	بیعت کا مقصد کیا ہے؟	81
47	بیعت کی حقیقت کیا ہے؟	82
48	بیعت کی افادیت پر دلائلِ عقلیہ	82
49	بیعت کا خلاصہ کیا ہے؟	83
50	کیا بیعتِ توبہ فرض ہے؟	85
51	کیا خلافت راشدہ کے زمانے میں بیعت توبہ کا رواج تھا؟	85

52	کیا غائبانہ بیعت ہو سکتی ہے؟	86
53	کیا خط یا ٹیلی فون کے ذریعے بیعت ہو سکتی ہے؟	86
54	کیا بچوں کی بیعت ثابت ہے؟	87
55	کیا عورت بیعت لے سکتی ہے؟	87
56	حضور ﷺ عورتوں کو کس طرح بیعت کرتے تھے؟	88
57	کیا بیعت کے لئے ہاتھ میں ہاتھ دینا اور چند کلمات کی ادائیگی ضروری ہے؟	89
58	کیا ایسے بیعت کا فائدہ ہے جس سے انسان اپنی زندگی میں تبدیلی نہیں لاتا؟	90
59	کیا برتن کے ذریعے سے بیعت کرنا ثابت ہے؟	91
60	کیا اپنے شیخ کی وفات کے بعد دوسرے شیخ سے بیعت ہونا ضروری ہے؟	92

61	کوئی شیخ اپنے مرید کو عاق کرے اور مرید کا اعتقاد سالم رہے تو بیعت قائم رہتی ہے یا نہیں؟	93
62	اگر کوئی شخص ایک پیر سے بیعت ہو جائے لیکن فائدہ نہ ہونے کی صورت میں دوسرے پیر صاحب کے پاس چلا جائے تو پہلے پیر سے بیعت قائم رہ سکتا ہے یا نہیں؟	94
63	کیا عالم اور صوفی یہ بیعت لے سکتے ہیں؟	94
64	کسی کو بیعت کرنے والے مرشد میں کون کونسے شرائط کا ہونا لازمی ہیں؟	95
	ذکر و فکر / مراقبہ	
65	مشائخ جو معمولات تجویز کرتے ہیں۔وہ صبح شام کرنے ہوتے ہیں کیا اس کی کوئی اصل موجود ہے؟	97
66	مراقبہ سے کیا مراد ہے؟	102

67	مراقبہ کس کا طریقہ ہے؟	104
68	مراقبے میں مشائخ نعت یا اشعار کیوں پڑھتے ہیں؟	105
69	مراقبہ کے دوران بعض سالکین پر اونگھ سی طاری ہو جاتی ہے، اس کی حقیقت کیا ہے؟	106
70	کیا لیٹنے کی حالت میں مراقبہ کر سکتے ہیں؟	108
71	مراقبے میں بیٹھنے کے دوران صحیح طرح دھیان نہیں بنتا اور خیالات منتشر کیوں رہتے ہیں؟	109
72	کیا فون پر مراقبہ کرا سکتے ہیں؟	109
73	فون پہ خصوصی توجہ دے سکتے ہیں؟ فرض کریں کوئی دُنیا میں کہیں بھی بیٹھا ہو؟	110
74	کیا مراقبے میں توجہ دے سکتے ہیں؟	110
75	ذکرِ قلبی کن کن حالات میں کی جا سکتی ہے؟	111
76	وقوفِ قلبی کیا ہے؟	113

77	دل کے جاری ہونے کا کیا مطلب ہے؟	114
78	ذکر سے زیادہ ترقی ہوتی ہے یا مراقبے سے؟	115
79	خواب، واقعہ اور مشاہدہ میں کیا فرق ہے؟	116
80	مراقبے کے اندر شیخ زور سے اللہ کے نام کی ضرب لگاتا ہے، کیا یہ درست ہے؟	117
81	پریشان حال لوگوں کے لئے پڑھنے کے اعمال۔	117
82	کیا کوئی مرید اپنے اسباق کے ساتھ ساتھ دوسرے اوراد و وظائف کر سکتا ہے؟	118
	فیض و توجہ	
83	شیخ سے کب فیض حاصل ہوتا ہے، جب وہ قریب ہو یا دور؟	120
84	سالک کو اپنے شیخ کے ساتھ کتنا رابطہ رکھنا چاہیے؟	120
85	غائبانہ توجہ کسے کہتے ہیں؟	121

86	کپڑے کے ذریعے فیض کے منتقل ہونے کی حقیقت کیا ہے؟	121
87	سینے میں فیض کیسے ڈالا جاتا ہے؟	122
88	ہاتھ کے ذریعے سے دل پر اُنگلی رکھ کر فیض کیسے منتقل ہوتا ہے؟	123
89	ایک سینے سے دوسرے سینے میں فیض کیسے منتقل ہوتا ہے؟	124
	کیفیات و واردات	
90	بعض اوقات سالکین پر کبھی عجیب کیفیات ہوتی ہیں اور کبھی کچھ بھی نہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟	126
91	انوارات کیا ہوتے ہیں؟	126
92	کیا مراقبہ کے دوران انوارات کی کوئی خاص صورت ہوتی ہے؟	127
93	ہر وقت انوارات کا آنا، خواب کی حالت میں	127

	جو سراسر غفلت ہے کیسے جمع ہو سکتے ہیں؟	
94	کیا ہر لطیفے کے انوارات الگ الگ ہوتے ہیں؟	128
95	سالک کو کیسے پتہ چلتا ہے کہ اس کا مشرب کیا ہے؟	128
96	ذکر میں حلاوت (مٹھاس، لذت) حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟	129
97	فنا کے بعد رجوع نہیں کا کیا مطلب ہے؟	130
98	فنا فی الرسول ﷺ سے کیا مراد ہے؟	130
99	نیک اعمال میں رغبت کا کم ہونے کی کیا وجہ ہے؟	131
	کشف و کرامات	
100	کشف کیا ہے؟	132
101	کیا کشف بندہ کے اختیار میں ہوتا ہے؟	133
102	ہندوستان کے جوگی، اور یونان کے فلسفی بھی صاحب کشف ہیں، حالانکہ اُن کے پاس	134

	شریعت و طریقت کے دو پَر نہیں ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟	
103	اگر ولی سے کرامات ظاہر نہ ہو تو اس ولی کو لوگ کیسے پہچانیں گے؟	135
104	کیا کرامت کی کوئی اہمیت ہے؟	136
105	معجزہ اور کرامت میں کیا فرق ہے؟	137
106	کیا اولیاء اللہ کے لئے کرامات بعد الموت بھی ثابت ہیں؟	138
	نسبت و خلافت	
107	نسبت کیا چیز ہے؟	140
108	مشائخ کرام خلافت دیتے وقت پگڑی کیوں بندھواتے ہیں؟	140
109	بعض حضرات کو تھوڑے اسباق پر خلافت و اجازت کیسے مل جاتی ہے؟	141
110	صاحب نسبت خلیفہ کو کیا کرنا چاہئے؟	142

متفرق

111	سنت اور بدعت میں کیا فرق ہے؟	146
112	کیا بیداری کی حالت میں حضور ﷺ کی زیارت ممکن ہے؟	146
113	مثل کا کیا مطلب ہے؟	149
114	انبیاء کرامؑ اور اولیاء کرامؒ کے قبروں پر جانے کے آداب کیا ہیں؟	149
115	عالمِ خلق اور عالمِ امر سے کیا مراد ہے؟	151
116	کیا سماع جائز ہے؟	152
117	بزرگوں کی ختم شریف پڑھنے کی کیا اصل ہے؟	153
118	نماز میں خیالات اور وساوس کو کیسے روکا جائے؟	153
119	اکثر گناہوں کا سبب کیا ہوتا ہے؟	154
120	مجذوب کون ہوتے ہیں؟	154

121	ابدال کون ہوتے ہیں؟	155
122	کیا عبادات کے ثواب میں فرق ہوتا ہے؟	157
123	محاسبہ کیا ہوتا ہے؟	159
124	انسان کس چیز سے بنا ہے؟	159
125	نفس سے کیا مراد ہے؟	161
126	روح اور نفس میں کیا فرق ہے؟	161
127	اللہ نے مِنۡ رُوۡحِی فرمایا ہے کہ میں نے انسان کو اپنے روح سے پیدا کیا ہے۔ اپنی طرف نسبت کی ہے۔ حالانکہ سب مخلوق کے اندر اللہ نے روح ڈال دی ہے۔	162

حرفِ آغاز

محبوبِ دو جہاں حضور ﷺ کی طرف سے اُمّت کو دو قسم کے علوم منتقل ہوئے ہیں۔ ایک کو ظاہری علوم، جو علمِ شریعت کہلاتا ہے اور دوسری قسم کو باطنی علوم، جو علم الاحسان، علمِ تصوف اور علم طریقت کے نام سے معروف و موسوم ہے۔ جس طرح علومِ ظاہریہ حضور ﷺ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، ان سے تابعین پھر تبع تابعین اور پھر یہ سلسلہ ہم تک پہنچا ہے۔ بالکل اسی طرح باطنی علوم کا سلسلہ بھی سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے۔ یہ باطنی علوم دراصل دل کی صفائی، نفس کی اصلاح اور اللہ تعالیٰ سے قُرب کے راستے پر رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ یہی علوم بندے کو معرفتِ الٰہی کے راستے پر گامزن کرتے ہیں۔

علومِ ظاہریہ کے حصول کے لئے مدارسِ عربیہ کا قیام عمل میں لایا گیا جبکہ علومِ باطنیہ کے حصول کے لئے خانقاہیں بنائی گئی ہیں، جہاں پر سالکینِ راہِ طریقت، مشائخ کرام کی نگرانی میں سلوک کے منازل طے کرتے ہیں۔

جس طرح علمِ ظاہر حاصل کرنے کے لئے علماء کرام نے آٹھ سالہ نصاب تیار کر رکھا ہے جسے پڑھ کر انسان عالم بنتا ہے، بالکل اسی طرح سالک کے لئے بھی مشائخِ کرام نے سلوک طے کرنے کے لئے اسباق و اوراد کا ایک نصاب مرتّب کیا ہے جو اپنے شیخ و مرشد کی نگرانی میں سالکینِ راہِ طریقت طے کرتے ہیں۔

ایک عرصہ سے طریقہء اصلاح و تزکیہ کے متعلق مختلف سوالات ذہنوں میں گردش کررہے تھے جس کو محسوس کرتے ہوئے والد مکرم پیر طریقت حضرت مولانا گل رئیس نقشبندی مدظلہ نے قرآن عظیم الشان اور احادیثِ مبارکہ کے حوالہ جات کے ساتھ 127 سوالات کے جوابات تحریر فرمائے ہیں جس کے مطالعہ سے تصوف و سلوک کے متعلق ان بنیادی اور ضروری باتوں سے آگاہی حاصل ہوگی۔ یہ سارے وہ سوالات ہیں جو اکثر و بیشتر ہر سالک کے ذہن میں وقتاً فوقتاً آتے رہتے ہیں۔

اللہ رب العزت والدِ مکرم مدظلہ کی اس کاوشِ جلیلہ کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر سالکینِ راہِ طریقت کے لئے نافع بنادے۔

یکے از خُدّام

مفتی محمد عبداللہ نقشبندی

مسؤل ضلع بنوں وفاق المدارس العربیہ پاکستان

تصوف و سلوک

1) تصوف و سلوک کیا ہے؟

مختصر تعارف:

ظاہری اعضاء اور دل کو اللہ رب العزت کی بندگی میں اور حضور ﷺ کے طریقوں سے مشغول کیا جائے تو یہ تصوف و سلوک کہلاتا ہے۔

تفصیلی تعارف:

1) جس طرح انسان میں ظاہری کمالات ہیں۔ وہ کمالات صحیح اعتقادات، قران، حدیث اور اجماع اہل سنت والجماعت کے مطابق نیک اعمال، فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کا پورا کرنا اور حرام، مکروہ اور مشتبہ چیزوں اور بدعتوں کو چھوڑ دینا ہے۔ اس طرح انسان میں دوسری قسم کے باطنی کمالات بھی ہوتے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اجنبی

شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ اسلام کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ آدمی کلمہ شہادت صدق دل سے پڑھے، نماز اور زکوٰۃ آدا کرے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور حج کے اخراجات برداشت کرنے کی طاقت ہو تو حج بیت اللہ کرے، اس نے عرض کیا آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم حیران ہو رہے تھے کہ یہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے پھر ایمان کے متعلق سوال کیا کہ ایمان کیا ہے؟ محبوب ﷺ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور پیغمبروں پر اور روزِ قیامت پر ایمان لائے اور اس بات پر بھی کہ خیر و شر سب اللہ کی طرف سے مقدر ہیں۔ اس اجنبی شخص نے کہا آپ ﷺ نے سچ فرمایا پھر اس اجنبی شخص نے سوال کیا کہ احسان کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ کہ تو اللہ کی عبادت کرے اس طرح کہ

گویا آپ اس کو دیکھ رہے ہیں اور اگر آپ اس کو نہیں دیکھتے تو یہ سمجھو کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس اجنبی شخص نے قیامت کے متعلق پوچھا پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ جواب دینے والا پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا ہے، پھر قیامت کے علامات کے متعلق سوال کیا اور آپ نے اس کی نشانیاں بتائیں اور سوال کرنے والا باہر چلا گیا پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ اجنبی شخص جبرائیل علیہ السلام تھے۔ تمہیں دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔

(صحیح بخاری حدیث 48)(صحیح مسلم حدیث نمبر 93)

ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ عقائد اور اعمال کے علاوہ ایک کمال اور بھی ہے جو احسان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جو ولایت کہلاتا ہے۔ سالک اور صوفی پر جب محبت الٰہی غالب ہو جاتی ہے، جس کو اصطلاح میں فنائے قلب کہتے ہیں تو اس کا دل محبوب حقیقی اللہ کے مشاہدہ میں ڈوب جاتا ہے۔ اور اس کے سوا کسی دوسری چیز کی طرف دھیان نہیں رہتا ہے۔ اور اس حالت میں وہ اللہ کو نہیں دیکھتا ہے کیونکہ اللہ کو دنیا میں دیکھنا

عادتاً محال ہے۔ لیکن سالک پر اس وقت ایک ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ گویا اللہ کو دیکھ رہا ہے۔اور صوفی اکثر اوقات اس حال میں مست رہتا ہے ۔ اور رسول کریم ﷺ نے اسی حالت کے متعلق خبر دی ہے کہ "آپ یہ سمجھے کہ اللہ آپ کو دیکھ رہا ہے"۔

2) دوسری دلیل یہ ہے:

اَلاَ وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَ صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّهُ وَاِذَ فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهُ اَلاَ وَهِیَ الْقَلْبُ مُتَّفَقٌ عَلَیهِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ ٹھیک اور درست ہو جائے تو سارا بدن درست ہو جاتا ہے، اگر وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے اور وہ دل ہے۔

(بخاری رقم الحدیث:52، مسلم رقم الحدیث:1599)

اس میں شک نہیں کہ دل کی اصلاح بدن کی اصلاح کا سبب ہوتا ہے۔ جس کو صوفیاء کرام فنائے قلب کہتے ہیں۔اور جب دل محبت الٰہی میں فنا ہو جاتا ہے اور نفس محبت الٰہی سے متاثر ہو کر سرکشی چھوڑ دیتا ہے اور اللہ ہی

کے لیے لوگوں سے محبت اور دشمنی کو اپنا شعار بنالیتا ہے تو بلاشبہ تمام بدن شریعت کا فرمانبردار ہو جاتا ہے۔

3) تیسری دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام کا دوسرے لوگوں سے افضل ہونے پر اجماع امت ہو چکا ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

لَا تَسُبُّوا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ

(صحیح بخاری حدیث:3673، مسلم شریف حدیث:4688)

ترجمہ: میرے صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ صحابہ کرام نے اللہ کی راہ میں آدھا صاع یعنی پونے دو کلو جو خرچ کیا ہو اور دوسرا شخص احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے پھر بھی صحابہ کرام کے خرچ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث 4688)

پس یہ محض باطنی کمال کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کی صحبت کی وجہ سے اُن کا باطن پیغمبر خدا ﷺ کے باطن سے روشن ہو گیا

تھا۔ اگر آج امت مسلمہ کے اولیاء کرام نے ولایت کی نعمت پائی ہے تومشائخ عظام کی صحبت سے پائی ہے اور ان کے باطن اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے باطن کے واسطے سے روشن ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ ظاہری کمالات کے علاوہ ایک باطنی کمال بھی ہے جس کو موجودہ زمانے میں تصوف وسلوک کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

4) چوتھی دلیل یہ ہے کہ بے شمار لوگوں کی ایک جماعت جس کا ہر فرد علم وعمل کے میدان میں کمال پیدا کر چکا ہو، جس کا جھوٹ پر جمع ہونا عقلاً محال ہو اس پر جھوٹ کی تہمت لگانا جائز نہیں ہے۔ زبان سے اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ ہمیں مشائخ کی صحبت سے جن کی نسبت اور صحبت کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ باطن میں ایک نئی حالت حاصل ہو گئی ہے اور اس حاصل شدہ حالت سے ان کے دل میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اعمال صالحہ کا شوق اور نیکیوں کی توفیق اور سچے اعتقادات اور زیادہ راسخ ہو گئے ہیں۔ یہی

حالت ہے جس کو کمال کہنا چاہیے اور یہی حالت بہت سے کمالات پانے کا سبب ہے۔

5) پانچویں دلیل خرق عادات یعنی خلافِ عادت کوئی کام ہو جائے۔ بعض اوقات سالک سے کرامات صادر ہو جاتے ہیں یعنی خلافِ عادت کام سرزد ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ رب العزت کے ارادے اور منشاء سے سرزد ہو جاتے ہیں اور شریعت مطہرہ کے حدود کے اندر ہوتے ہیں جبکہ جادو میں شریعت مطہرہ کا خیال نہیں رکھا جاتا جو بندے کو گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔ کرامات یہ دو وجوہات کی بناء پر ہوتے ہیں۔ بعض اوقات اللہ رب العزت بندے سے دین کی خدمت لینا چاہتا ہے پھر کرامات صادر ہو کر اللہ کی مخلوق متوجہ ہو جاتی ہے اور اُس نیک بندے کی وجہ سے بہت سارے لوگوں کو ایمان کی ہدایت اور عام مسلمانوں کو نیک اعمال کی توفیق مل جاتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اللہ رب العزت اس کے درجات بلند کرنے کیلئے آزمائش کی وجہ سے اس سے کرامات صادر کرتے ہیں

پھر مخلوق متوجہ ہو جاتی ہے اور یہ نیک بندہ لوگوں میں پھنس جاتا ہے اور اللہ رب العزت کے ساتھ راز و نیاز کا وقت بہت کم ملتا ہے۔

2) تصوف کا خلاصہ کیا ہے؟

اپنا عقیدہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں درست کرنا۔ اخلاق رذیلہ مثلاً شہوت، غضب، کینہ، حسد، حب دنیا، حرص، حب جاہ(یعنی حب اقتدار شان و شوکت)، تکبر، عجب، غرور کا مٹانا اور اخلاق حمیدہ مثلاً توبہ، صبر، شکر، رجا(تمنا، آرزو، امید)، خوف، زہد، توکل، محبت الٰہی، رضا بالقضاء اور اخلاص کا پیدا کرنا، دل کا نرم ہو جانا جیسے لوہا نرم ہو کر اوزار بنتا ہے، سونا نرم ہو کر زیور بنتا ہے، مٹی نرم ہو کر کھیت میں فصل پیدا ہوتی ہے، آٹا نرم ہو کر روٹی بنتی ہے، اسی طرح آدمی کا دل نرم ہو کر دوسروں کے لئے راحت جان بن جاتا ہے، یہ تصوف کا خلاصہ ہے۔

3) طریقت کیا ہے؟

طریقت ایک ایسا راستہ ہے جو شریعت کی ظاہری صورت سے شروع

ہو کر شریعت کی حقیقت تک پہنچا دیتا ہے۔ طریقت در حقیقت شریعت ہی کا باطن ہے۔

4) کیا طریقت میں شامل ہونا واجب ہے؟

کمالاتِ باطنی حاصل کرنے کیلئے کوشش کرنا واجب ہے۔ کیونکہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

یَاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اتَّقُوْ اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ

(سورۃ ال عمران آیت 102)

ترجمہ: اے ایمان والوں اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے۔

یعنی کمالِ تقویٰ حاصل کرو اور کمالِ تقویٰ ولایت کے بغیر ممکن نہیں۔ نفس کی بُری خصلتیں مثلاً حسد، کینہ، تکبر، ریاکاری، شہرت طلبی، خود پسندی، احسان جتانا وغیرہ جن کا حرام ہونا قرآن، حدیث اور اجماع سے ثابت ہو چکا ہے۔ جب تک یہ بُری عادتیں ختم نہ ہوں کمال تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ اور یہ فنائے نفس سے متعلق ہے اور نفس کی

اصلاح کے بعد دل کی اصلاح آسان ہو جاتی ہے۔ صوفیاء کرام اس کو فنائے قلب کہتے ہیں اور فنائے قلب **مشائخ عظام کی صحبت** سے جلد حاصل ہوتی ہے۔

پس کمالاتِ ولایت کا حاصل کرنا فرائض کے درجے میں ہے۔ لیکن چونکہ ولایت کا حاصل ہونا اللہ کی مہربانی پر منحصر ہے اپنے اختیار میں نہیں ہے اور شریعت مطہرہ انہیں باتوں پر انسان کو مجبور کرتی ہے جو انسان کے اختیار میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ **فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ** یعنی جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرو۔ (سورۃ التغابن آیت 16)

پس اس سے معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے کوشش کرنا اور ہاتھ پاؤں ہلانا انسان پر واجب ہے۔ انسان کا کمال یہی ہے کہ اللہ رب العزت کے حضور عاجزی اور زاری کرے بس ایسی حالت ہو جیسے بچے کی کیفیت ہوتی ہے بچے کی ساری دنیا ان کی ماں ہوتی ہے بچہ ماں کے سینے سے لگ کر ہر غم بھول جاتا ہے پس بندے کو اللہ رب العزت کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہونا چاہیے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جس طرح ولایت کے درجے زیادہ ہیں۔اسی طرح تقویٰ کے بھی درجات ہیں۔جب تقویٰ کی کوئی حد نہیں تو اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش ہمیشہ کرنا چاہیے اور باطنی علم میں ترقی پانے کے لئے محنت بہت ضروری ہے۔ جس طرح قربِ الٰہی کے منازل طے کرنا ابتدائی مرید پر واجب ہیں اس طرح منتہی مرید پر کوشش کرنا ضروری ہے کیونکہ قربِ الٰہی کی کوئی حد نہیں ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ فرماتے ہیں:

"اللہ کی راہ میں سراپا ادب بن جانا چاہیے جب تک جان باقی ہے خدا کی تلاش کرتے رہنا چاہیے۔اگر مقصد کا دریا بھی منہ میں ڈال دیا جائے تو اس کو کافی نہ سمجھنا چاہیے، بلکہ اسکو کم اور اپنا لب خشک سمجھنا چاہیے یعنی سالک کو مزید محنت کرنی چاہیے"۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

"اے بھائی اللہ کی بارگاہ میں جتنی معرفتِ الٰہی حاصل ہو جائے، اسی پر ٹھہرے رہنے کی نیت نہ کر بلکہ اُس سے آگے ترقی کرنے کی کوشش کر۔"

ے نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہم چناں باقی

شیخ سعدیؒ اس شعر میں فرماتے ہیں کہ نہ اُس کے حُسن کی کوئی حد ہے اور نہ سعدیؒ کی کلام کی انتہا ہے، جس کو پیاس کی بیماری لاحق ہو وہ پیاسا ہی مر جاتا ہے اور دریا بھی بہ دستور باقی رہتا ہے۔

5) شریعت، طریقت، حقیقت، اور معرفت کی حقیقت کیا ہے اور ان میں کیا فرق ہے؟

شریعت: احکام ظاہری جسے فقہہ کہتے ہیں اور باطنی احکام جسے تصوف کہتے ہیں۔

طریقت: باطنی اعمال کو طریقت کہتے ہیں۔

حقیقت: باطنی اعمال سے جو دل میں صفائی پیدا ہوتی ہے اور جس سے سب کچھ واضح ہو جاتا ہے۔

معرفت: حقیقت جاننے کو معرفت کہتے ہیں اور وہ شخص عارف بن جاتا ہے۔

شریعت	طریقت	حقیقت	معرفت
قرآن و حدیث	اس پر عمل کرنا ہے	اس کی حقیقت کو سمجھنا ہے	اللہ رب العزت سے تعلق بن جانا
راستہ ہے	اس پر چلنا ہے	منزل مقصود تک پہنچنا ہے	صاحب منزل سے ملنا ہے
دوائی ہے	اس دوائی کا استعمال کرنا ہے۔	صحت اور فائدہ شروع ہوتا ہے۔	شفاء حاصل ہوتی ہے۔ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

6) تصوف کا فائدہ کیا ہے؟

کامیاب زندگی یہ ہے کہ اللہ کے حکم پر آدمی لبیک کہے۔ اخلاقِ خداوندی سے متصف ہونا اور اپنے آپ کو اوصافِ محمدی ﷺ سے مزین کرنا اور رجوع الی اللہ کی جماعت میں شامل ہونا تصوف و سلوک کا ایک فائدہ یہ بھی ہے۔ اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔

7) سلاسل اربعہ کون کون سے ہیں اور کیا یہ حق ہیں؟

وصول الی اللہ کے متعدد راستے ہیں:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ

(سورۃ العنکبوت آیت 69)

ترجمہ: اور جنہوں نے ہمارے لیے کوشش کی یعنی ہمارے تک پہنچنے کی کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سمجھا دیں گے، اور بے شک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

ان میں سے بعض طرق و سلاسل آسان اور جلد انسان کو مقصود تک پہنچا دیتے ہیں۔ اسی آسانی کے لئے مشائخ سے یہ طرق و سلاسل منقول ہیں۔ مگر ان میں چار طرق و سلاسل برصغیر پاک و ہند میں زیادہ مشہور ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں۔

- سلسلہ نقشبندیہ: منسوب بہ خواجہ بهاؤالدین نقشبندیؒ

- سلسلہ قادریہ: منسوب بہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ
- سلسلہ چشتیہ: منسوب بہ خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیری
- سلسلہ سہروردیہ: منسوب بہ خواجہ شہاب الدین سہرورد یؒ

8) سلسلہ نقشبندیہ کو نقشبندیہ کیوں کہتے ہیں؟

اس سلسلے کو پہلے صدیقیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب تھی کیونکہ حضور ﷺ سے سب سے پہلے اُسے یہ فیض ملا تھا، مگر بعد میں یہ سلسلہ خواجہ بہاؤالدین نقشبند کی نسبت سے مشہور ہو گیا۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاریؒ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو اسم اللہ کی شکل بنا کر سالک کے دل پر رکھ کر زور سے اللہ کہتے تھے۔ سالک کو یوں محسوس ہوتا کہ میرے دل پر کسی نے اللہ کا نام لکھ دیا ہے۔ اس لئے اُن کا نام نقشبند پڑ گیا پھر یہ سلسلہ نقشبندیہ کے نام سے مشہور ہوا۔

9) سلسلہ نقشبندیہ میں جو لطائف سبعہ اور اذکار ہوتے ہیں، اُن کی تفصیل کیا ہے؟

مرتبہ احسان حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہوتا ہے۔ جس کا اشارہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اس حدیث:

اَنْ تَعْبُدُ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ الخ

(مسلم شریف رقم الحدیث 97)

(تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو جیسے تم اللہ کو دیکھ رہے ہو) میں ملتا ہے۔ اب یہ مرتبہ ذکر الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ تو بعض مشائخ نے جو اذکار مرتبہ احسان کے حصول کے لئے مقرر کیے ہیں وہ محض آلات ہیں۔ جن میں یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور آلات و معالجات میں یہ ضروری نہیں کہ وہ منقول عن الشارع ہوں (یعنی شریعت نے نقل کی ہو) صرف یہ ضروری ہے کہ شریعت سے متصادم نہیں (یعنی شریعت کے خلاف نہیں)۔ مشائخ کی کتابوں میں ان کا باقاعدہ تذکرہ موجود ہے۔

كَمَا قَالَ الْعَلَّامَةُ الشِّكَارْ پُورِیْ اِعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ فِی

الْاِنْسَانِ سِتَّةَ لَطَائِفَ بَلْ عَشَرَةً خَمْسَةٌ مِنْهَا مِنَ عَالَمِ الْاَمْرِ وَهِيَ الْقَلْبُ وَالرُّوحُ وَالسِّرُ وَالْخَفِيُّ وَاَخْفَىٰ وَالْخَمْسَةُ مِنْ عَالَمِ الْخَلِقُ الخ

ترجمہ: آپ جان لیں کہ اللہ نے انسان کے اندر 10 لطائف پیدا کئے ہیں۔ 5 عالم امر سے ہیں۔ دل، روح، سر، خفی اور اخفیٰ۔ پانچ عالم خلق میں سے ہے۔ آگ، مٹی، ہوا، پانی اور یہ چار جمع ہو کر پانچواں لطیفہ نفس بنتا ہے۔

10) یہ سلسلہ کس صحابی سے چلا آرہا ہے؟

یہ سلسلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے چلا آرہا ہے پھر اس سے یہ فیض حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو منتقل ہوا ہے۔

11) چاروں مسالک کے تمام مشائخ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کے اتباع کرنے والے ہیں پھر سلسلہ نقشبندیہ کی خصوصیت کیا ہوگی؟

مشائخ نقشبندیہ دو چیزوں پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ اول اتباع سنت پر

زیادہ زور دیتے ہیں، یعنی ہر عمل کو سنت نبوی ﷺ کے طریقہ پر کرنا۔ دوم یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی ترقیات کا سبب صحبتِ رسول ﷺ تھی اور صحابہ کرام میں زیادہ ذکر و اذکار کی بجائے صحبت نبی ﷺ کا زیادہ اثر تھا۔ اس سلسلہ نقشبندیہ کے سالکین کی ترقی زیادہ تر مشائخ کی صحبت پر زیادہ زور دیتے ہیں، جبکہ دوسرے سلاسل میں سلوک میں آگے بڑھنے کے لئے سخت ریاضت اور مجاہدے پر زور دیتے ہیں۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس سلسلہ میں حضور ﷺ تک پہنچنے کا وسیلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ انبیاءؑ کے بعد تمام اُمت میں سب سے زیادہ افضل ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ وسیلہ جس قدر قوی ہو گا راستہ اتنا ہی جلدی اور آسانی سے طے ہو گا اور سلوک کے راستے میں شیخِ طریقت اللہ رب العزت تک پہنچنے کا وسیلہ ہوتا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ مجدد الفِ ثانیؒ فرماتے ہیں کہ سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ نے سیر باطنی کی ابتداء عالم امر سے اختیار کی ہے، عالم خلق کو اسی کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں بر خلاف دوسرے طریقوں کے مشائخ

کے کہ وہ سیر کی ابتداء عالم خلق سے کرتے ہیں اور وہ عالم خلق طے کر لینے کے بعد ہی عالم امر میں قدم رکھتے ہیں اور مقام جذبہ میں پہنچتے ہیں۔

ان وجوہات کے بنا پر طریقہ نقشبندیہ تمام طریقوں سے اقرب ہے اور یقینی طور پر دوسروں کی انتہا اس کی ابتداء میں ہے۔

12) کیا راہ سلوک پر چلنے کے لئے علم حاصل کرنا ضروری ہے؟

ہاں علم کی ترغیب ضرور دیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کل نوجوانوں کے پاس وقت بہت ہے۔ اگر اُن کو اچھے کام میں نہیں لگوائیں گے تو شیطان اُن کو بُرے کاموں میں لگوا دے گا۔ آپ علم میں تشکیل نہیں کریں گے شیطان ان کو جہالت کے کاموں میں تشکیل کر دے گا۔ جیسے وہ انٹرنیٹ پر مووی دیکھ رہے ہوتے ہیں یا فلاں دیکھ رہے ہوتے ہیں اور اُن کے قیمتی وقت کا ضیاع ہوتا ہے تو ان کے وقت کو اچھے کام میں استعمال کرنے کیلئے ان کو آپ علم کی ترغیب دیں۔

ہم نے دیکھا ہے کہ الحمد اللہ نوکریوں کے ساتھ عالم دین بن جاتے

ہیں، کاروبار کے ساتھ عالم دین بن جاتے ہیں۔ علم دین کا ایک فائدہ یہ ہو گا کہ کم از کم اس کے عقیدے ٹھیک ہو جائیں گے اور سالک گمراہ نہیں ہو گا۔ علم کی ترغیب بھی دیں اور ساتھ ساتھ سلوک پر بھی چلاتے جائیں۔ ہمارا علم دین جو ہے وہ ہمارے ذکر میں معاون ہے۔ جس کے پاس علم دین ہوتا ہے تو اس کے ذکر و سلوک میں ترقی بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔

شیخ/پیر

13) کیا پیر تلاش کرنا ضروری ہے؟

جب کمالاتِ باطنی کا حاصل کرنا ضروری ہے تو پھر ایسے شیخ کا تلاش کرنا ضروری ہے جو خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی کامل بنا سکے۔ کیونکہ ایسے پیر اور شیخ کے بغیر اللہ تک رسائی ہونا نہایت کم اور بہت نادر ہے۔ اس محبتِ الٰہی اور معرفتِ الٰہی کے راستے میں نفس و شیطان اور مخلوق رکاوٹ بن جاتے ہیں۔

انسان کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن۔ ظاہر کی درستگی اور اس کے متعلق احکام شریعت مطہرہ کی تعبیر و تشریح جاننے کے لئے جس طرح ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا اور ان کی رہنمائی میں اپنی عبادات کو درست کرنا ضروری ہے اسی طرح باطن کی اصلاح اور اس سے متعلق دیگر امور کی درستگی کے لئے کسی متبع شریعت شیخ یا پیر کی بیعت کرنا درست ہے اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن یہ یاد رہے کہ یہ بیعت کوئی

شرعی ضرورت نہیں بلکہ علاجاً ہے۔ جس طرح علاج سے جسم کی ظاہری بیماری دور ہوتی ہے اسی طرح بیعت کرنے سے باطنی بیماری دور ہوتی ہے۔

14) کیا مرید خود پیر کو تلاش کرتا ہے؟

اصل میں مرشد ہی مرید کو ڈھونڈتا ہے۔بظاہر لگتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ کافی ڈھونڈنے کے بعد میں نے شیخ سے بیعت کی ہے، مگر یہ نظر کا دھوکہ ہے۔ ہر مرشد اپنے مرید کو خود چنتا ہے کبھی دیکھا ہے کہ غلام نے مالک کو چنا ہو۔ ہمیشہ مالک ہی غلام کو پسند کرتا ہے اور پھر اپنے ساتھ جوڑ کر اپنی خدمت پر لگا دیتا ہے۔

ہمیشہ مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے ، لوہے میں اتنی طاقت نہیں ہوتی ہے کہ مقناطیس کو اپنی طرف کھینچے۔ جن لوگوں کو کوئی ولی نہیں ملتا ہے اصل میں کسی اللہ والے کی نگاہ نے ان کو اپنے لیے پسند ہی نہیں کیا ہوتا جس دن کوئی ولی صاحبِ نسبت بندہ ان کو چن لے گا اس دن یہ اس کے در پہ جا کے اپنا سودا کر آئیں گے اور کسی سلسلے میں داخل ہو جائیں گے۔

15) پیر کامل تلاش کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

پیر کامل کے تلاش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اکثر مشائخ اور درویشوں سے ملاقات کرتا رہے اور کسی ایک کے پاس جاکر دوسرے کی عیب جوئی نہ کرے لیکن خود استخارے اور سوچ کے بغیر بھی بیعت نہ کرے۔ پہلے اسے شریعت مطہرہ پر استقامت دیکھے جو شیخ شریعت مطہرہ کا خود پابند نہ ہو ہرگز اُس سے بیعت نہ کرے اگرچہ آپ کے سامنے اس کے کرامات بھی ظاہر ہوں۔ کیونکہ اس جگہ فیض کے بجائے نقصان کا خطرہ زیادہ ہیں اور آپ کو منزل مقصود یعنی اللہ تک نہیں پہنچا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔ "یعنی اس شخص کی فرمان برداری نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ خواہشات کے پیچھے چلتا ہے اور خواہشات کے پیچھے چلنے والا گناہوں سے نہیں بچ سکتا ہے"۔ پس چاہیے کہ اس بزرگ کے مریدوں میں سے کسی ایک مرید با عمل عالم اور عادل ہو اس سے اپنے شیخ کی تاثیر کے احوال معلوم کرے۔

چنانچہ اگر کوئی اس کی صحبت میں بیٹھنے سے اچھے اثرات کی گواہی دے دیں اور شہادت دینے والا منصف اور عادل ہو اور یہ شیخ طریقت جاہ ومال یا کسی منصب کی لالچ نہیں رکھتا ہو اور اس کی طرف جھوٹ بھی منسوب نہ ہو اور یہ شیخ سمجھدار بھی ہو تو اس کی تصدیق کرنی چاہیے اور اگر اسی شیخ کے متعلق زیادہ لوگ شہادت دیں تو اور بھی بہتر ہے۔ کیونکہ نیک اور صالح بندے کی صحبت میں نقصان کا احتمال نہیں ہے اور نفع اگرچہ یقینی نہیں ہے مگر احتمال ممکن ہے کوئی فائدہ حاصل ہو جائے۔ اگر وہاں اسی شیخ کے صحبت سے اللہ کی محبت اور تعلق حاصل ہو گیا تو سبحان اللہ۔

(سورۃ الکھف آیت 28)

شیخ کامل کی پہچان:

علماء کرام نے کافی تحقیق کے بعد شیخ طریقت کے لئے کچھ شرائط بیان کئے ہیں۔

شیخ کامل وہ ہے جس میں یہ علامات ہوں:

1. بقدر ضرورت علم دین رکھتا ہو۔

2. عقائد و اعمال و اخلاق میں شریعت مطہرہ کا پابند ہو۔ یعنی ان کا عقیدہ اور عمل سنت کے مطابق اور اخلاق درست ہو۔

3. دنیا سے زیادہ محبت کرنے والا نہ ہو پس ضرورت کے بقدر طلب ہو۔

4. کسی شیخ کامل کی صحبت میں چند دن رہا ہو۔ جتنا شیخ کامل کے ساتھ وقت زیادہ گزارا ہو اس میں اسی قدر اس کی اثرات زیادہ ہوں گے۔

5. اس زمانہ کے مستند علماء و مشائخ اس (شیخ) کو اچھا سمجھتے ہوں۔

6. بہ نسبت عوام کے سمجھدار اور دین دار لوگ اس کی طرف زیادہ مائل ہوں۔

7. جو لوگ اُس سے بیعت ہو چکے ہیں ان میں اکثر کی حالت شریعت کے اعتبار سے بہتر ہو اور دنیا کی لالچ کم رکھتا ہو۔

8. وہ شیخ تعلیم و تربیت میں اپنے مریدوں کے حال پر زیادہ شفقت رکھتا ہو اور مریدوں کی کوئی بری بات سنے یا دیکھے تو ان کو روک ٹوک کرتا ہو۔ یہ نہ ہو کہ ہر ایک کو اس کی مرضی پر چھوڑ دے۔

9. ان کی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور اللہ رب

العزت کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو۔

10. شیخ طریقت خود بھی ذاکر وشاغل ہو کہ بدون عمل صالح تعلیم وتربیت میں برکت نہیں ہوتی ہے۔تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

16) مرشد کامل کی پہچان کیا ہے؟

ایک عارف (کامل) مرشد وہ ہے جو لوگوں کو دنیا سے آخرت کی طرف، اللہ کی نافرمانی سے اللہ کی بندگی کی طرف، دنیا کی حرص ولالچ سے دنیا سے بے رغبتی کی طرف، بخل سے سخاوت کی طرف، تکبر سے عاجزی کی طرف، غفلت سے اللہ کی طرف رجوع کرنے کی طرف اور لوگوں کو آخرت کا طلب گار بنا دے اور دوسرے لوگوں کو معاف کرنا اور خوف خدا کا علم سکھائے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

کامل شیخ کی پہچان یہ ہے کہ:

1. شریعت کا مکمل تابع ہو۔
2. بدعت اور شرک سے محفوظ ہو۔

3. کوئی جہل کی بات نہ کرتا ہو۔

4. اُس کی صحبت میں بیٹھنے کا اثر یہ ہو کہ دنیا کی محبت گھٹتی جائے اور حق تعالیٰ کی محبت بڑھتی جائے۔

5. جو مرض باطن بیان کرو اس کو بہت توجہ سے سُن کر اس کا علاج تجویز کرے اور جو علاج تجویز کرے اس علاج سے دم بدم نفع ہوتا چلا جائے۔

6. اس کے اتباع کی بدولت روز بروز حالت درست ہوتی چلی جائے۔

یہی کامل شیخ کی علامات ہیں۔ ایسا شخص اگر مل جائے تو اس کو غنیمت سمجھ۔ **ایسے لوگ قیمت سے نہیں قسمت سے ملتے ہیں۔**

(اشرف السوانح ج2)

17) اللہ والے کون ہیں؟

یہ اللہ رب العزت کے دوست ہوتے ہیں۔ اللہ والوں کا بڑا مقام ہے۔ وہ راتوں کو جاگتے ہیں اور تہجد پڑھتے ہیں، اشراق، چاشت اور اوابین پڑھتے ہیں، گناہوں سے دور رہتے ہیں، قرآن و حدیث کا بقدر ضرورت

علم ان کے سینوں میں ہوتا ہے۔ شریعت و سنت پر دل و جان سے عمل پیرا ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی لوگوں کے لئے نمونہ ہوتی ہے۔

18) اللہ والوں کی صحبت کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟

مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں کہ ایک کانٹا رو رہا تھا کہ اے اللہ آپ نے مجھے کانٹا بنایا ہے، میرا عیب کون چھپائے گا؟ مولانا رومؒ دیوان شمس تبریز میں فرماتے ہیں کہ اس کی زبان حال کی دعا پر اللہ تعالیٰ نے اس کے اوپر پھول کی پنکھڑی پیدا کر دی تاکہ وہ پھول کے دامن میں اپنا منہ چھپالے۔

لیکن جو گنہگار اللہ والوں کے دامن میں منہ چھپائے ہوئے ہیں وہ نہیں نکالے جائیں گے بلکہ ان اللہ والوں کی برکت سے ایک دن وہ بھی پھول بن جائیں گے یعنی اللہ والے بن جائیں گے۔

دنیا کے کانٹے تو پھولوں کے دامن میں کانٹے ہی رہتے ہیں لیکن اللہ والے ایسے ہیں کہ ان کی صحبت میں رہنے والے کانٹے بھی پھول بن جاتے ہیں۔ بڑے

بڑے گناہ گار وقت کے بڑے بڑے اولیاء شمار کئے گئے ہیں۔

19) اللہ والوں کی نظر میں تاثیر کیسے ہوتی ہے؟

اللہ والوں نے اپنے من اور باطن پر اللہ کے فضل سے خوب محنت کی ہوتی ہے جس کی وجہ ان کا نفس پاک ہو جاتا ہے۔ اس کا کھانا پینا اور نظر پاک ہوتے ہیں۔ اس تقویٰ اور پرہیز گاری کی وجہ سے اللہ کی مدد اور رحمت ہمیشہ ان کے ساتھ رہتی ہے جس کی وجہ سے ان کی نظر اور گفتگو میں تاثیر ہوتی ہے۔

؎ نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

20) اہل اللہ کی صحبت کی اہمیت کیا ہے؟

شیخ طریقت کی گفتگو میں تاثیر اور سکون محسوس ہوتا ہے کیونکہ اس کا درد دل بھی اُن کے الفاظ میں شامل ہوتا ہے۔ کتابوں میں الفاظ تو ہے لیکن سوز دلوں میں ہوتا ہے، صرف الفاظ سے دلوں میں اللہ کی محبت نہیں آ سکتی ہے۔ اگر سارا معاملہ کاغذ میں ہوتا تو ہر آدمی کتاب پڑھ کر ولی اللہ بن

جاتا۔ اگر کتابوں سے کام چلتا تو اللہ تعالیٰ پیغمبروں کا سلسلہ جاری نہ فرماتے بلکہ صرف کتاب نازل فرماتے۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

فرض کرو کسی جگہ ایک کروڑ اولیاء کرام بیٹھے ہوں اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ آتا ہے نابینا بھی ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا بھی نہیں ہے کیوں کہ وہ خود نابینا ہے لیکن حضور ﷺ نے اس صحابی رضی اللہ عنہ کو دیکھا پھر بھی یہ صحابی رضی اللہ عنہ ان تمام اولیاء کرام سے افضل ہے کیونکہ اُس صحابی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی صحبت نصیب ہو چکی ہے۔

21) اللہ والوں کی علامات کیا ہیں؟

ولی اللہ کی علامت یہ ہے کہ ظاہراً شریعت مطہرہ پر پوری طرح پابند ہو۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔ اِنۡ اَوۡلِیَآئُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ یعنی متقی

لوگ ہی اللہ کے دوست ہیں۔ اور اللہ والوں کا باطن نور الٰہی سے آباد ہوتا ہے کہ جب کوئی طالب صادق آکر اس کی صحبت میں بیٹھتا ہے تو اس کا دل اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ (سورۃ انفال آیت 34)

امام نوویؒ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اولیاء اللہ کی پہچان کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اُن کی زیارت سے اللہ یاد آتا ہے۔ (مسلم شریف رقم الحدیث 349)

امام بغویؒ نے بھی حضور ﷺ سے روایت کی ہے کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ بے شک میرے بندے وہ لوگ ہے جو مجھے یاد کرنے سے لوگوں کو وہ یاد آجاتے ہیں اور ان لوگوں کا تذکرہ کرنے سے میں یاد کیا جاتا ہوں (تفسیر معالم التنزیل)۔ لیکن اس راز کو معلوم کرنے کیلئے بھی پیر اور مرید میں مناسبت کا ہونا لازمی ہے اور بلاوجہ کسی شخص سے منکر ہونا اس کی ولایت تسلیم نہ کرنا ان کا مرتبہ اور مقام معلوم کرنے میں زبردست رکاوٹ ہیں۔ یعنی مرید پر شیخ طریقت کی حقیقت نہیں کھلتی ہے۔

22) اعلیٰ درجے کا تقویٰ کیسے حاصل ہو گا؟

اعلیٰ درجے کا تقویٰ صرف ولایت سے حاصل ہوتا ہے۔ جب ان بُرے خصائل مثلاً حسد، غصہ، تکبر، ریا اور طلب شہرت وغیرہ اچھی طرح دور نہیں کریں گے اعلیٰ درجے کا تقویٰ حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ یعنی تم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہو اور یہ اعلیٰ درجے کا تقویٰ فنائے نفس سے زیادہ تعلق رکھتا ہے۔ انسان کا نفس "میں" کا بڑا دلدادہ ہوتا ہے جس کام میں انسان کی عزت بنتی ہے وہ کام کرنا آسان لگتا ہے اپنے آپ کو مٹا کر کام کرنا انسان کے لئے بہت مشکل ہوتا ہے لیکن کام میں برکت تبھی آتی ہے جب اپنے آپ کو مٹا کر کام کیا جائے اپنے آپ کو مٹانے سے اخلاص پیدا ہوتا ہے اور یہ فنائے نفس مشائخ کاملین کی صحبت سے آسان ہو جاتی ہے کیونکہ یہ دنیا دارالاسباب ہے اور مشائخ کو اسباب کے درجے میں رکھیں گے۔

(سورۃ حجرات آیت 13)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

(سورۃ المائدہ آیت 35)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اُس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اُس کی راہ میں جہاد کرو اس اُمید پر کہ فلاح پاؤ۔

بعض لوگوں کے نزدیک وسیلے سے مراد نیک اعمال ہیں۔ بعض کے نزدیک اعمالِ صالحہ اور بعض علماء کے نزدیک اس سے شریعتِ مطہرہ کے پابند مشائخ مراد ہیں۔ (معارف القرآن جلد 3، ص 127)

لیکن اللہ تعالیٰ کا خطاب ایمانداروں سے ہے، کہ وہ تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کریں اور اُس کی راہ میں مجاہدہ اور ریاضت کو اپنا شعار بنائیں، اِس کے ساتھ تقرب الی اللہ کے لئے وسیلہ پکڑنے کی تلقین کی گئی ہے۔ لیکن وسیلہ سے مطلقاً ہر وہ چیز جو اللہ کے قرب کے حصول کا سبب بنے۔

23) آدابِ شیخ کیوں ضروری ہے؟

سلوک کے راستے میں آداب شیخ میں کوتاہی اور سستی کرنا بہت زیادہ نقصان کا سبب ہے کیونکہ بے ادبی سلوک کی منزل طے کرنے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔

یَاَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَن تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

(سورۃ الحجرات آیت 2)

یعنی اے مسلمانو! نبی کی آواز پر اپنی آواز کو بلند نہ کرو۔ اور ان سے بات کرتے وقت اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکار کر گفتگو کرتے ہو اور ڈرو اس بات سے کہ اس بے ادبی کی وجہ تمہارے نیک اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور آپ کو پتہ بھی نہ ہو۔

جب شیخِ طریقت دین اسلام پہنچانے میں پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہوتا

ہے تو وہی آداب اس کے حق میں خیال رکھنا چاہیے اور حضور ﷺ کی محبت اس لیے فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور اللہ رب العزت کا پیغام پہنچانے والے ہیں اور حضور ﷺ کی محبت اللہ رب العزت کی محبت کا سبب ہے۔ اور حضور ﷺ کی معیت اللہ تعالیٰ کی معیت کا سبب ہے۔ اس طرح پیر کی محبت بھی ضروری ہے کیونکہ وہ حضور ﷺ کے ظاہری اور باطنی علوم کے وارث ہونے کی وجہ سے انسان کو اللہ رب العزت کے قریب کرنے کی کوششیں کرتے ہیں یعنی شیخ کی تعلیم اور تربیت کی وجہ سے اللہ رب العزت کی محبت اور قرب آسانی سے مل سکتا ہے۔

24) اگر مرید اپنے شیخ کی صحبت میں تاثیر محسوس کرے تو پھر اُسے کیا کرنا چاہیے؟

اگر کسی شخص کی حقانیت ثابت ہو جائے اور مرید اس کی صحبت کی تاثیر اپنے دل میں محسوس کرے تو اس پر لازم ہے کہ اس کی صحبت کو غنیمت سمجھے اور اس کا دامن نہ چھوڑے اور اس کے عشق و محبت کو اپنے دل میں خوب جمالے اور اللہ کی بارگاہ میں اس کی محبت دل میں پختہ ہو جانے کی دعا

کرے اور اس کے حکم پر چلنے اور اس کے منع کرنے والے چیزوں سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرے اور ہمیشہ اس کی خوشنودی کی تلاش میں رہے اور ہمیشہ احتیاط کے ساتھ وقت گزارنے کی کوشش کرے کہ کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جائے جو شیخ کی ناراضگی کا سبب بنے۔ کیونکہ شیخ کی رضا اللہ کی رضا اور قُرب کا ذریعہ ہے اور اس کی ناراضگی فیض و فتوحات کا دروازہ بند ہو جانے کا سبب بن سکتا ہے۔

25) اگر مرید کو شیخ کے بعض اعمال سمجھ میں نہ آئے تو وہ کیا کرے؟

اگر کبھی شیخ سے کوئی ایسا عمل سرزد ہو جائے جو مرید کی سمجھ میں نہ آئے تو مرید کو شیخ پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے کیونکہ شیخ پر اعتراض فیض کے حصول میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔ اس کی دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب حضرت خضر علیہ السلام سے فیض کی التجا کی تو حضرت خضر علیہ السلام نے ان سے اس بات کا وعدہ لے لیا کہ میں جو کام کروں گا اس پر آپ اعتراض نہیں کریں گے پھر خضر علیہ السلام نے کہا کہ آپ سے صبر

نہیں ہو سکے گا۔ اور آپ اس بات پر کیسے صبر کریں گے کہ حقیقت حال کا آپ کو پتہ نہیں ہو گا۔ اس کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ تو خضر علیہ السلام نے کہا مجھ سے میرے کسی کام کے بارے میں سوال نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ میں خود آپ کو اس کا حال بیان نہ کروں۔ آخر موسیٰ علیہ السلام شریعت کا خیال کرتے ہوئے شریعت مطہرہ کے خلاف ورزی کو برداشت نہ کر سکے اور مختلف سوالات کرنے لگے اور یہ سوالات دونوں کے درمیان جدائی کا سبب بن گئے۔ (بخاری جلد 2، حدیث 4726)

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنِكَ (سورۃ الکھف آیت 78)

ترجمہ: یہ ہماری اور آپ کی جدائی کا وقت آگیا ہے۔

26) شیخ کے ساتھ رابطے کا کیا مطلب ہے؟

رابطہ شیخ مع دلائل: دین سیکھنے کے لئے شیخ کے پاس حاضر ہونا، خط یا ٹیلی فون کے ذریعہ رابطہ رکھنا تاکہ دینی معلومات حاصل کی جائیں اور اپنے حالات سے شیخ کو باخبر رکھنا اور ان کی ہدایت کے مطابق اپنی زندگی

گزارنا۔ رابطہ شیخ سے نیک اعمال کرنے کی توفیق زیادہ ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاتَّبِعۡ سَبِيۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ (سورۃ لقمان آیت 15)

ترجمہ: ان لوگوں کا راستہ اختیار کرو جنہوں نے میری طرف رجوع کیا۔

شیخ عبد القادر رائے پوری فرماتے ہیں بیعت کے بعد شیخ کے بتائے ہوئے اعمال کرنے سے بہت برکت ہوتی ہے اور اگر عمل میں کمزوری ہو تب بھی ایمان کے ساتھ خاتمے کی اُمید زیادہ بن جاتی ہے۔

پیر و مرشد جو انابت الی اللہ سے آراستہ ہو، ہر وقت اس کی دھیان اللہ کی طرف ہو اس کی اتباع کرنا چاہیے پھر اس آیت پر وَّ اتَّبِعۡ سَبِيۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ عمل ثابت ہو جائے گا، اسی کو رابطہ شیخ کہتے ہیں۔

ترمذی شریف میں ایک روایت ہے:

لَا تُصَاحِبۡ اِلَّا مُؤۡمِناً وَلَا یَاۡکُل طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ یعنی صاحب ایمان کے علاوہ کسی اور کو دوست نہ بناؤ اور تمہارا کھانا متقی لوگ کھائے۔

یہی صحبت اور رابطہ شیخ ہے۔ (جامع الترمذی، حدیث 2395)

دوسری حدیث مبارک ہے کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ ہر آدمی قیامت کے دن اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا۔ جو سالک اپنے شیخ کے ساتھ جتنا مضبوط رابطہ رکھے گا۔ اتنا اس کی محبت میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ یہی نشانی ہے قیامت کے دن اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کا کہ قیامت کے دن بندہ اسی کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے۔ (صحیح البخاری حدیث 6170)

ایک جگہ ایسے لوگوں کے لئے حضور ﷺ نے خوشخبری سنائی ہے۔

وَعَنْ اَبِي اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رسول اللہ ﷺ اِنَّ لُقْمَانَ قَالَ لِاِبْنِهِ يَا بُنَيَّ عَلَيْکَ بِمَجَالِسَةِ الْعُلَمَاءِ وَاسْتِمَاعِ كَلَامِ الْحُكَمَاءِ فَاِنَّ اللهَ لَيُحْيِيَ الْقَلْبَ الْمَيِّتَ بِنُورِ الْحِكْمَةِ كَمَا يُحْيِ الْاَرْضَ الْمَيْتَةَ بِوَابِلِ الْمَطَرِ

(رواہ الطبرانی فی الکبیر)

ترجمہ: علماء کی مجالس میں بیٹھا کرو اور عقل مندوں کی باتیں سنا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نور حکمت سے مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ جس طرح بنجر زمین بارش کے پانی سے سبزہ زار ہو کر زندہ ہو جاتی ہے۔

عقلی دلیل: جب مریض ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے تو ڈاکٹر مریض کی بیماری معلوم کرنے کے بعد دوائی کا نسخہ تجویز کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ مریض کو ہدایت کرتا ہے کہ گھر جا کر دوائی اتنے اتنے دن استعمال کرو۔ اور دوائی ختم ہونے کے بعد پھر میرے پاس آؤ اور مجھے حقیقت کی اطلاع دو۔ بعینہ مرشد اپنے مرید کو بیعت کرنے کے بعد اسے روحانی معمولات کا نسخہ بتلاتا ہے اور ہدایت دیتا ہے کہ گھر جا کر مذکورہ معمولات کی ادائیگی پابندی کے ساتھ کرو اور کبھی کبھار اپنے احوال کی اطلاع دیا کرو۔ اس کا نام رابطہ شیخ ہے۔ اسی رابطہ شیخ سے سالک معرفت الٰہی کی طرف رواں دواں ہوتا ہے۔

27) آج کل کامل پیر کے نااہل بیٹے کو بھی پیر سمجھا جاتا ہے کیا یہ دستور درست ہے؟

جس طرح ڈاکٹر کے بیٹے کو ڈاکٹر ماننے کیلئے کوئی تیار نہیں ہوتا، جب تک وہ باقاعدہ ڈاکٹر بننے کا علم حاصل نہ کرے اسی طرح پیر کا بیٹا پیر نہیں ہو سکتا، جب تک وہ باقاعدہ کسی سے تصوف و سلوک سیکھ کر نسبت حاصل نہ کرے۔

یہ ضروری نہیں کہ اللہ کے نیک بندے کا بیٹا بھی نیک ہی ہو اور اس کی مثال ہمیں حضرت نوحؑ کے واقعے سے ملتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

قَالَ یٰنُوۡحُ اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَہۡلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ فَلَا تَسۡـَٔلۡنِ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ اِنِّیۡۤ اَعِظُکَ اَنۡ تَکُوۡنَ مِنَ الۡجٰہِلِیۡنَ (سورۃ ہود آیت 46)

ترجمہ: فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں بے شک

اس کے کام بڑے نالائق ہیں تو مجھ سے وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ نادان نہ بن۔

ہاں اگر پیر صاحب کے بیٹے نے محنت کی اور نسبت کا نور حاصل کیا تو پیر کا بیٹا "نور علی نور" ہوتا ہے کیونکہ باپ کا خاندانی نسب کا نور اور دوسرا اپنی محنت کا نور ہوتا ہے۔ اس سے ہی بیعت کی تجدید کرنا افضل ہے۔

28) ولایت سے کیا مراد ہے؟

امام ابن تیمیہؒ نے ولایت کے سلسلے میں اہل سنت کے عقیدہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے، فرماتے ہیں جس کے اندر ایمان و تقویٰ ہو گا وہی اللہ تعالیٰ کا ولی شمار ہو گا۔ خود اللہ تعالیٰ نے ولیوں کی تعریف اپنے ان الفاظ میں بیان کر دی ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○ (سورۃ یونس آیت 62،63)

ترجمہ: سن لو! بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین

ہوں گے۔ وہ جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے۔

29) کیا اپنے شیخ کو سب مشائخ سے افضل سمجھنا ضروری ہے؟

افضلیت دو قسم کی ہے۔ ایک اختیاری ہے اور اس صورت میں افضل سمجھنے کے معنی یہ ہیں کہ اپنے پیر کو اپنے حق میں دوسروں کی نسبت زیادہ نفع پہنچانے والا سمجھے جیسا بچہ اپنی ماں سے زیادہ محبت کرتا ہے خواہ وہ ان پڑھ ہو یا کالی ہو اور یہ صحیح ہے۔

دوسرا بے اختیاری ہے اور اپنے شیخ سے زیادہ محبت کی وجہ سے سالک بے اختیار ہو جاتا ہے۔ پس جب شیخ کے ساتھ محبت کامل ہو گئی تو عاشق کی نظر میں دوسروں مشائخ کے فضائل اپنے محبوب کے فضائل کی نسبت بہت کم نظر آنے لگتے ہیں۔ اور اس میں وہ اپنے شیخ کی عشق کی مستی کی وجہ سے بے بس ہوتا ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اور امت کے بہت سارے اولیاء کرام اپنے مشائخ کی محبت میں بے اختیار ساری ساری رات جاگتے رہتے اور اس کیفیت میں وہ بے بس ہوتے تھے۔

(30 شیخ پر اعتراض کیوں نہیں کرنا چاہیے؟

کامل شیخ کی عقل اور فراست مرید سے زیادہ ہوتی ہے اس لئے اگر شیخ کے کسی کام کے متعلق دل میں کوئی وسوسہ آئے یا کوئی اعتراض ذہن میں آئے تو اس کو ذہن سے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ پر ظاہری شریعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے اعتراضات کیے تھے در حقیقت حضرت موسیٰؑ کو ان کاموں کی حکمت کا علم نہیں تھا جس کی وجہ سے حضرت خضرؑ پر اعتراض کیا پھر حضرت خضرؑ نے کہا کہ ہم دونوں ایک جگہ نہیں چل سکتے ہیں۔

اس لئے طریقت کے راستے میں احتیاط کرنا چاہیے ورنہ شیخِ طریقت کے برکات سے محروم ہوں گے۔

(31 اولیاء اللہ کا تذکرہ کیوں ضروری ہے؟

حدیث میں آیا ہے کہ:

ذِکْرُ الْاَنْبِیَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَ ذِکْرُ الصّٰالِحِیْنَ کَفَّارَۃٌ وَ

ذِكْرُ الْمَوْتِ صَدَقَةٌ وَذِكْرُ الْقَبْرِ تُقَرِّبُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ

(الجامع الصغیر، ص264، حدیث: 4331)

یعنی انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرنا عبادت ہے اور صالحین یعنی نیک لوگوں کا ذکر کرنا گناہوں کا کفارہ ہے اور موت کو یاد کرنا صدقہ ہے اور قبر کو یاد کرنا جنت کے قریب کرتا ہے۔

اس تذکرے سے مراد ذکر ان کے بلند مرتبے کا اور ذکر ان کے اچھے اخلاق اور کردار کا ہے۔ تاکہ لوگوں کے دلوں میں نیک بندے کی محبت بیٹھ جائے۔ پھر لوگ اس سے اللہ کی محبت حاصل کرتے ہیں اور ان کے اچھے اخلاق کی پیروی کرتے ہیں۔

32) کیا صحبت اہل اللہ سے قلب کا تصفیہ ہونے کے بعد قلب دوبارہ گندہ ہو سکتا ہے؟

جس وقت فنائے قلب (اللہ کی محبت میں فنا ہو جانا) کی تکمیل ہو جاتی ہے تو دل صفات بشری کی جانب دوبارہ واپس نہیں لوٹتا اور ماسویٰ اللہ کے

ساتھ خلط ملط نہیں ہوتا ہے۔ اگر اس کے فنائے قلب نے کمال حاصل نہ کیا ہو تو فنائے قلب ناقص ہونے کی وجہ سے جسم کی طرف رجوع کرنے کا خوف موجود ہے۔ کیونکہ فنائے قلب ابھی ناقص ہے اور کمال کے درجے تک نہیں پہنچا ہے اور اگر فنائے قلب کمال تک پہنچ جائے تو اس سالک کا دل ماسویٰ اللہ میں مشغول نہیں ہوتا، وہ ہر وقت اللہ کی طرف رجوع میں رہتا ہے یعنی اس دل کا ہر وقت اللہ کی طرف دھیان میں ہوتا ہے۔

33) فناء فی الشیخ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

متصوفین کا یہ مسلمہ قاعدہ کہ فناء فی الشیخ (شیخ طریقت کے ساتھ زیادہ محبت) کو ترقی درجات کے لئے بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ صحیح اور درست ہے، صلحاء اُمت نے اس کو جائز کہا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ بدون اس کے کوئی اثر مرتب نہ ہوگا۔ ایک شخص کسی جماعت سے محبت رکھتا ہے اور اس کو ان کے درجہ تک رسائی نہیں ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ان ہی کے ساتھ ہوگا جن سے محبت رکھتا تھا۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث 6170)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی محبت سے نفعِ عظیم ہوتا ہے۔ اسی لئے اہل طریقت کو اس کا بہت اہتمام ہے۔

34) "ربط قلب بالشیخ" کا کیا مطلب ہے؟

اہل تصوف و سلوک کے ہاں "ربط قلب بالشیخ" کا مطلب یہ ہے کہ اپنے دل کو شیخ کی طرف اس طرح متوجہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فیضانِ رحمت شیخ (مرشد حقانی) کے قلب پر ہو رہا ہے، وہ اس کی طرف بھی متوجہ ہو یعنی شیخ کی وجہ سے میرے دل پر بھی یہ فیضان نازل ہو جائے، اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں ڈوب جائے۔

35) تصوف میں سب سے قریب ترین راہ جو بندے کو اللہ تعالیٰ سے ملادے کونسی ہے؟

وہ شیخ کی توجہ ہے۔ ھدایۃ الطالبین میں شاہ ابو سعید مجددی نے لکھا ہے کہ 90 فی صد سلوک شیخ کی توجہ سے طے ہوتی ہے۔ 10 فی صد اپنی کوشش سے طے ہوتی ہے۔

(36 صاحبِ نسبت بندے کے لئے ہدایات:

(الف) مسند نشین پیر کو چاہیئے کہ باوقار رہے اور کھیل و تماشہ میں زیادہ مشغول نہ ہو۔ بلا ضرورت عام لوگوں سے زیادہ تعلقات بڑھانے کی کوشش نہ کریں اس طرح کھیل کود اور تعلقات سے اس کی عظمت وشوکت مرید کی نظر میں کم ہو جائے گی تو مرید پر فیض کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ کے متعلق روایت ہے کہ جو شخص آپ کو دور سے دیکھتا ہے اس کے دل میں آپ کی ہیبت سما جاتی تھی اور جو شخص آپ کو قریب سے دیکھتا تھا اس کے دل میں آپ کی محبت گھر بنا لیتی تھی۔

(ب) صاحب ارشاد کو چاہیئے کہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو لوگوں کی بے اعتقادی کا سبب بنے۔

(ج) صاحب ارشاد کو چاہیئے کہ اچھے الفاظ استعمال کرے۔ کیونکہ:

1. "الفاظ" کی اپنی ایک دنیا ہوتی ہے۔
2. "ہر لفظ" اپنی ذمہ داری نبھاتا ہے۔

3. کچھ "لفظ" حکومت کرتے ہیں کچھ "غلامی"
4. کچھ "لفظ" حفاظت کرتے ہیں کچھ "وار"
5. ہر لفظ کا اپنا ایک مکمل وجود بھی ہے لفظ صرف معنی نہیں رکھتے یہ تو دانت رکھتے ہیں جو کاٹ لیتے ہیں۔
6. یہ ہاتھ رکھتے ہیں تو گریبان کو پھاڑ دیتے ہیں۔
7. یہ پاؤں رکھتے ہیں تو ٹھوکر لگاتے ہیں۔
8. الفاظ کے ہاتھ میں اسلحہ "لہجہ" تھما دیا جائے تو وجود کو چھلنی کر دیتا ہے۔
9. اپنے الفاظ کے بارے میں محتاط انداز اختیار کرنا چاہیے۔ ان کو ادا کرنے سے پہلے خوب سوچ لینا چاہیے۔
10. یہ کسی کے "وجود" کو سمیٹیں گے یا کرچی کرچی بکھیر دیں گے۔
11. یہ تمہاری ادائیگی کے غلام اور تم بادشاہ۔ بادشاہ رعایا کا ذمہ دار اور اپنے سے بڑے بادشاہ کو جواب دہ بھی ہوتا ہے۔
12. بچوں کے ساتھ منفی الفاظ کے استعمال سے بچنے کی

کوشش کرے ورنہ پھر اس سے بچوں میں منفی اثرات پیدا ہونگے۔ مثلاً بھاگو مت، مت چلاؤ، بحث نہ کرو کی جگہ "بیٹا آرام سے چلو"، "بیٹا آہستہ بولو"، "بیٹا خاموش ہو جاؤ" کے الفاظ استعمال کرنے چاہیے۔ اچھے الفاظ کے استعمال سے بچوں میں نہ صرف وہ کام ہو جائے گا بلکہ بچوں کی شخصیت اور تربیت میں غیر محسوس طریقے سے مثبت رویہ بھی آجائے گا۔

37) شیخ کے لئے کیا احکامات ہیں؟

1. شیخ اپنے دل میں غیر اللہ کو نہ لائے ورنہ اس کے دل کے ساتھ جتنے قلوب جڑے ہوئے ہیں، غیر اللہ ان کے دلوں میں بھی گھس جائے گا۔ پھر سالکین آخرت کے بجائے دنیا کی طرف مائل ہو جائیں گے۔
2. گناہ زہر کی مانند ہے اس سے بچنا چاہیے کہ ہمارے بچے زہر کے اثرات سے محفوظ رہے۔

3. جھگڑوں سے دور رہنا چاہیے۔

4. ایک تالاب سے سب لوگ پانی پی رہے ہیں اور تالاب میں گندگی گر جائے تو سب پینے والوں کو نقصان ہو گا۔ شیخ کے دل میں انتقام اور غصہ یا کوئی اور بیماری پیدا ہو جائے تو اس کا اثر سب مریدوں کے دلوں میں محسوس ہو گا۔

5. مشائخ کو اپنے مرکز پر جم کے رہنا چاہیے۔ سفر بھی ہو تو جتنی جلدی ہو سکے پھر اپنے مرکز پر جلدی آجائیں، جس کو طلب ہو گی وہ خود بخود آئیں گے، خانقاہ میں قیام کریں گے۔

6. دین کے کام میں رکاوٹوں سے دور رہنے کی کوشش کریں بلکہ اپنے کام سے کام رکھے اور دین مقدس کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہنے کی کوشش کریں۔

7. اپنی منزل مقصود طے کر کے ان پر نظر رکھنا چاہیے۔

8. رجوع الی اللہ کا خوب اہتمام ہو۔ انفرادی اوقات میں زیادہ وقت مسجد میں نیک اعمال میں مشغول رہنا چاہیے۔

9. دینی دنیاوی تکالیف پر صبر کرنا چاہیے اور سنت کے مطابق حل کرنا کی کوشش کرنا چاہیئے۔

10. علامہ قشیریؒ فرماتے ہیں" کہ ولی اللہ منتقم نہیں ہوتا اور کوئی منتقم ولی اللہ نہیں ہوتا ہے۔ اگر کسی کو ان کے ہاتھ سے اذیت پہنچ جائے فوراً معافی مانگ لو، یہ اللہ والوں کی نشانی ہوتی ہے"۔ حکیم الامتؒ نے اخری عمر میں اعلان فرمایا:

کسی کو اگر میں نے مارا بھی ہو۔ بری بات کہہ کر پکارا بھی ہو۔ وہ آج آکر مجھ سے انتقام لے لیں۔ قیامت کے دن کے لئے نہ چھوڑے۔ تاکہ اللہ رب العزت کے سامنے شرمندگی کا باعث نہ بنے۔

11. ساری دنیا کے لوگوں سے محبت کرو، کافر سے بھی محبت کرو۔ شاید کہ ایمان کی دولت سے سرفراز ہو جائے۔

12. کافر سے عقلاً تو دشمنی رکھو، یہ میرے اللہ کے دشمن ہیں لیکن اس

حیثیت سے کہ اللہ کی مخلوق ہے جب ملاقات کے لئے آئے تو خیریت پوچھ لو، مہمان بنے تو بادل نخواستہ اس کی اکرام کرو تاکہ وہ متاثر ہو جائے اور یہ سمجھے کہ مسلمان کتنے خوش اخلاق ہیں۔

38) اگر صاحبِ نسبت بندے کو لوگ تنگ کرے تو پھر وہ کیا کرے؟

رسول اللہ ﷺ کو جب لوگ تکلیف دیتے تو آپ ﷺ صبر کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ رحم کرے اللہ تعالیٰ میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام پر ان کو اس سے زیادہ تکلیف پہنچائی گئی تھی۔ جس پر انہوں نے صبر کیا۔ جس سے صبر کی تلقین ہوتی ہے اور صاحبِ نسبت بندے کو صبر کرنا چاہیے۔ (بخاری شریف، حدیث 6336)

39) رابطہ قلبی کیا ہوتا ہے؟

رابطہ قلبی سے مراد کہ جب شیخ سامنے ہو تو شیخ کے دل سے فیض میرے دل میں آرہا ہے اس کے دل سے میرے دل کی طرف ایک پائپ

لائن لگی ہوئی ہے، یہ رابطہ قلبی کہلاتا ہے اور جب آپ اپنے شیخ سے دور ہے اپنے ملک میں اپنے گھر میں تو وقوف قلبی یعنی قلب کو اللہ کے ساتھ جڑے رکھیں۔

40) کیا شیخ کے ساتھ زیادہ رابطہ رکھنے سے سلوک میں ترقی زیادہ حاصل ہوتی ہے؟

جی ہاں یہ ٹھیک ہے کیونکہ شیخ کی نظر کسی وقت پڑھ جائے اور ان کی دعا میں بندہ آجائے تو یہ بندے کے لئے انتہائی خوش قسمتی کی بات ہے۔ اپنے عمل سے جو ترقی ہوتی ہے وہ بہت تھوڑی ہوتی ہے اور شیخ کی توجہ سے جو ترقی ہوتی ہے وہ بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ چونکہ اس میں صحبت کے طریقہ سے فیض ملتا ہے۔ اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو درجے ملے وہ صحبت کے ذریعے سے ملے تھے نبی ﷺ کی صحبت میں جو برکت ہے وہ اعمال سے پوری نہیں ہوتی ہے۔

(41) کیا اولیاء کرام کا فیض موت کے بعد بھی باقی رہتا ہے اور دوسرے شیخ کی تلاش ضروری نہیں؟

اولیاء کرام کا فیض ان کے انتقال کے بعد اس قدر نہیں ہے کہ ناقص کو بدرجہ کمال پہنچادیں۔ اگر دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد فیض اسی قسم کا ہو جیسے زندگی میں فیض تھا تو تمام اہل مدینہ پیغمبر خدا ﷺ کے زمانے سے آج تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے برابر ہوتے اور آج پھر نیک لوگوں کی صحبت کی کوئی ضرورت نہ رہتی۔

فوت شدہ کا فیض زندہ کے برابر کیسے ہو سکتا ہے جبکہ فیض دینے والے اور فیض لینے والے میں مناسبت شرط ہے اور وہ وفات کے بعد ختم ہو جاتا ہے کیونکہ ایک زندہ ہوتا ہے دوسرا مردہ ہوتا ہے۔ ہاں تصوف و سلوک میں کافی محنت کے بعد جب شیخ سے نسبت راسخ ہو جاتی ہے تو قبور سے بھی فیض حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ بھی اس قدر زیادہ نہیں ہو سکتا ہے جس قدر زندگی میں بندہ زیادہ حاصل کر سکتا ہے۔ اس وجہ سے زندہ شیخ سے

بیعت کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

بیعت و ضرورتِ بیعت

42) بیعتِ طریقت کیا ہے؟

بیعت کا مطلب کسی مرشدِ کامل، متبع سنت شخص کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کرنا اور آئندہ اُس کی رہنمائی میں دین پر چلنے کا عہد کرنا ہے۔ بیعت طریقت اس بیعت کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی متبع شریعت شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر گناہوں کو چھوڑنے اور اللہ کی بندگی اختیار کرنے کا عہد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں آپ کی تعلیم و تربیت میں اپنے ظاہر و باطن کو شریعت مطہرہ کے تابع بناؤں گا۔ کسی متبع شریعت شیخ کے سامنے اپنے گناہوں سے توبہ کرنا اور نفس کو رذائل سے پاک کرنے اور فضائل سے مزین کرنے کا عہد کرنے کا نام بیعت طریقت ہے۔

43) کیا بیعت قرآن عظیم الشان سے ثابت ہے؟

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ

وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

(سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَة آیت نمبر 11)

ترجمہ: اے نبی ﷺ جب آپ کے پاس مومن عورتیں آجائیں اور اس بات پر اقرار کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر چیز کو شریک نہیں کریں گے، چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے اور کسی پر بہتان نہیں باندھیں گے اور نہ کسی نیک کام میں آپ کی نافرمانی کریں گے، جسے اپنے ہاتھوں اور اپنے پاؤں کے درمیان گھڑیں۔ پس ان سے اقرار کراؤ اور اللہ سے مغفرت کی دعا کیا کرو بے شک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (معارف القرآن، ج8 آیت 12)

لہذا اس آیت سے بیعت علی الاعمال ثابت ہو رہا ہے اور حضور ﷺ

کو اللہ رب العزت حکم دے رہے ہیں کہ ان مستورات کو بیعت کریں۔ ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت علی الاعمال اور گناہوں سے توبہ پر بیعت کی جاتی ہے جس کو کرنے سے سالک اپنے تمام گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے اور آنے والی زندگی میں ہر کام سنت کے مطابق کرنے کی کوشش میں لگ جاتا ہے۔

44) کیا بیعت حدیث سے ثابت ہے؟

بیعت حدیثِ مبارکہ سے بھی ثابت ہے:

وَعَنْ عُبَادَۃَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَحَوْلَہٗ عِصَابَۃٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ بَایِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَّاتُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْ وَلَا تَزْنُوْ وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ وَلَاتَاْتُوْا بِبُھْتَانٍ تَفْتَرُوْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَاَرْجُلِکُمْ وَلَاتَعْصُوْا فِیْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَعُوْقِبَ بِہٖ فِی الدُّنْیَا فَھُوَ کَفَّارَۃٌ لَہٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکِ شَیْئًا

ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَهُوَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَاءَ
عَاقَبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ

(صحیح البخاری: رقم الحدیث 18، صحیح مسلم: رقم الحدیث 1709)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کی اس جماعت جو آپ کے ارد گرد بیٹھی ہوئی تھی فرمایا مجھ سے ان باتوں پر بیعت (عہد واقرار) کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے، چوری نہیں کرو گے، اپنے بچوں کو قتل نہیں کرو گے، جان بوجھ کر کسی پر بہتان تراشی نہیں کرو گے اور شریعت کے مطابق تمہیں جو احکام دوں گا، اس کی نافرمانی نہیں کرو گے۔ پس تم میں سے جو شخص اس عہد واقرار کو پورا کرے گا۔ اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اور جو شخص (شرک کے سوا) ان میں سے کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے اور پھر دنیا میں اس کی سزا بھی مل جائے (جیسے حد وغیرہ جاری ہو جائے) تو یہ سزا اس کے اس گناہ کے لئے کفارہ ہو جائے گی اور کسی

شخص نے ان گناہوں میں سے کسی کا ارتکاب کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈالا (اور دنیا میں سزا نہ ملی) تو اب وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہے چاہے تو وہ ازراہ کرم آخرت میں بھی اسے معاف فرمائے اور چاہے تو آخرت میں اسے سزا دے دے۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے ان سب شرطوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

بخاری شریف سے بیعت اعمالِ صالحہ پر ثابت ہو رہی ہے۔

حیاۃ صحابہ جلد 1 صفحہ 310 میں مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ بن مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کی دس قسمیں بیان کی ہیں۔

45) اگر کوئی بیعت نہ کرے تو کیا ہو گا؟

(بیعت نہ کرنے پر) اس سنت کے برکات سے محرومی ہو جائے گی اور شیخ رات کے وقت لازمی اپنے مریدوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ ایک نیک صالح بندے کی دعاؤں سے بھی بندہ محروم رہ جاتا ہے۔

46) بیعت کا مقصد کیا ہے؟

ہمارے پیر و مرشد حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مد ظلہ بیعت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

1. اس میں کشف و کرامت حاصل کرنا ضروری نہیں۔
2. نہ اس میں قیامت کے دن بخشوانے کی ذمہ داری ہے۔
3. نہ دنیاوی کاموں میں کامیابی ضروری ہے۔ مثلاً کسی مقدمہ میں جیتنے کے لئے۔
4. نہ اس میں تصرفات ضروری ہیں کہ گناہ کا خیال بھی نہ گزرے۔
5. نہ ایسا استغراق حاصل کرنا ضروری ہے کہ اپنے پرائیوں کی خبر بھی نہ ہو۔
6. نہ اس میں رنگوں اور انوارات کا دیکھنا ضروری ہے۔

بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ شریعت کے احکامات پر عمل کرنا آسان ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جائے۔

47) بیعت کی حقیقت کیا ہے؟

احسان اور تزکیہ نفس ہر مسلمان پر لازم ہے۔ آج کل اس فساد اور خواہشات نفسانی کے زمانے میں مرتبہ احسان اور تزکیہ نفس کا حصول تصوف و سلوک کے راستے سے آسان ہو جاتا ہے۔ احسان اور تزکیہ نفس تصوف و سلوک سے ہی حاصل ہوتا ہے اور اس بات پر اکثر مشائخ متفق ہیں اور بیعتِ مسنونہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ثابت ہے۔

دلیل: حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میں فتویٰ تو یہی دیتا ہوں بیعت ہونا فرض نہیں ہے، بیعت سنتِ مؤکدہ بھی نہیں لیکن اصلاح فرض ہے پھر بیعت کے ذریعے نفس کی اصلاح آسان ہو جاتی ہے۔

(راہ سلوک کے آداب اور حقوقِ شیخ، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

48) بیعت کی افادیت پر دلائلِ عقلیہ

آپ دیکھتے ہیں کہ جب کوئی نوجوان کسی دفاعی ادارے میں بھرتی ہو کر وردی پہن لیتا ہے، لوگ اس کے حکم کو مانتے ہیں اور اس کی عزت کرتے ہیں پس اس کی عزت اور اس کی ذلت ادارے کی عزت اور ذلت

سمجھی جاتی ہے۔ اس طرح جو شخص جس طریقت (سلسلہ) کے مشائخ سے بیعت ہو جاتا ہے، اللہ رب العزت اس نسبت کی بدولت اس کو عزت اور منزلت عطا کر دیتا ہے۔ پس جو بندہ طریقت کے مشائخ کے ساتھ بذریعہ بیعت منسلک ہو جائے، اس کو ان اہل اللہ حضرات کی نسبت رکھنے کی وجہ سے عزت نصیب ہو جاتی ہے۔

؎ عمل کی اپنی اساس کیا ہے
بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمھاری نسبت
میرا تو بس آسرا یہی ہے

49) بیعت کا خلاصہ کیا ہے؟

بیعت طریقت میں داخل ہونے کے بعد بندے کو اپنے سلسلے کے مشائخ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ کے قلب مبارک کے ساتھ ایک روحانی تعلق نصیب ہو جاتا ہے۔ مثلاً ریل گاڑی چند ڈبوں پر مشتمل ہوتی

ہے اگر ان ڈبوں کے ساتھ ایک ڈبہ مزید جوڑا جائے تو جس جگہ ریل گاڑی پہنچے گی وہ ڈبہ بھی اس کے ساتھ پہنچ جائے گا۔ یوں سمجھ لیجئے کہ سلسلہ مشائخ ریل گاڑی کے ڈبوں کی طرح ہیں اور رسول اللہ ﷺ ریل انجن کے مانند ہیں۔ جب سالک مشائخ کے ڈبوں کے ساتھ جڑنے والے ڈبے کی طرح ہے اور یہ ریل گاڑی اللہ تعالیٰ کی رضا کے اسٹیشن کی طرف رواں دواں ہے۔ اب جس منزل کی طرف انجن پہنچنے والا ہے تو اس کے ساتھ تھرڈ کلاس کا وہ ڈبہ بھی اسی منزل پر پہنچ جائے گا۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے یہ راز ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ہر انسان ولی بالقوہ ہوتا ہے (یعنی اس میں ولی بننے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے) اور ولی بالفعل بننے کے لئے اعمال صالحہ کی پابندی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ ہر انسان میں اتنی طاقت (من جانب اللہ) رکھ دی گئی ہے کہ اگر وہ اس طاقت کے ذریعے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے تو ولی بن سکتا ہے۔

(50) کیا بیعتِ توبہ فرض ہے؟

نہ تو یہ فرض ہے، نہ واجب بلکہ سنت عمل ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس سنت پر عمل کرنے سے فرائض زندہ ہو جاتے ہیں۔

(شفاء العلیل ترجمہ لقول الجمیل، ص:18 ط:سعید)

صحابہ کرام کا بیعت کرنا:

ایک تو یہ اُمت کی تعلیم کے لیے تھی اور دوسرے گناہوں سے بچنے کے لئے (بیعت توبہ) تھی۔ اس بیعت توبہ کا نام آج بیعت طریقت ہے۔

(51) کیا خلافت راشدہ کے زمانے میں بیعت توبہ کا رواج تھا؟

خلفاء راشدین جب بھی خلافت کے لئے بیعت لیتے تو اس میں توبہ کی بیعت بھی شامل ہوتی۔ اس وقت الگ بیعت توبہ نہیں لیتے تھے تاکہ خلافت کی بیعت میں شک نہ پڑے یہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کی صحبت کو کافی سمجھتے لیکن خلفائے راشدین کے دور کے اختتام پر جب خلافت کے ملکی انتظامات، نظم و نسق اور بند و بست ملوکیت میں تبدیل

ہو گئے تو سلف صالحین نے بیعت توبہ الگ شروع کیں۔ اور الحمدللہ آج بھی یہ سنت امّت میں جاری وساری ہے۔

(52) کیاغائبانہ بیعت ہو سکتی ہے؟

جس طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر درخت کے نیچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو اس وقت موجود نہ تھے، بیعت میں شامل کئے گئے۔ اس وقت وہ مکہ مکرمہ میں تھے۔ عرض یہ کہ غائبانہ بیعت کا سب سے واضح ثبوت بیعتِ عثمان ہے۔ (الحدیث رقم 29، اخرجہ الترمذی)

(53) کیاخط یاٹیلی فون کے ذریعے بیعت ہو سکتی ہے؟

جب غائبانہ بیعت کا ثبوت موجود ہے تو خط اور ٹیلی فون کے ذریعے تو بطریق اولیٰ جائز ہو گا کیونکہ خط میں تحریر ہوتا ہے، ٹیلی فون میں براہ راست آواز موجود ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں وضاحت زیادہ ہوتی ہے۔

54) کیا بچوں کی بیعت ثابت ہے؟

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیعت کی خاطر حاضر کیے گئے، اس وقت ان کی عمر تقریباً آٹھ سال کی تھی۔ تو حضور اکرم ﷺ ان کی طرف متوجہ ہو کر مسکرائے اور اس پر چند کلمات پڑھ لیے اور ان کے لیے دعا کی۔

(مسلم شریف حدیث 2146)

55) کیا عورت بیعت لے سکتی ہے؟

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ عورت ولایت کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام تک پہنچ سکتی ہے۔ لیکن شریعت مطہرہ نے رشد وہدایت کے منصب کا بوجھ اور ذمہ داریاں صنف نازک (عورت) پر نہیں ڈالی۔ اور یہی وجہ ہے کہ عورتوں میں سے کوئی عورت نبی نہیں گزری اگرچہ ان کو نبیوں کی ماں بننے کا شرف حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بیعت کا سلسلہ بھی مرد حضرات کے حوالے کیا ہے۔

56) حضور ﷺ عورتوں کو کس طرح بیعت کرتے تھے؟

نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ خواتین کو پردہ کے پیچھے بغیر ہاتھ ملائے بیعت فرماتے۔ ایک روایت میں ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مَا مَسَّ رَسُولُ اللہ ﷺ بِیَدِہٖ امْرَءَۃٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ یَّاْخُذَ عَلَیْھَا فَاِذَا اَخَذَ عَلَیْھَا فَاَعْطَتْہُ قَالَ اِذْھَبِیْ فَقَدْ بَایَعْتُکِ

(مسلم شریف حدیث نمبر:1866)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیعت کے وقت حضور اکرم ﷺ نے کسی عورت کے ساتھ ہاتھ نہیں ملایا۔ بلکہ ایک کپڑا آپ ﷺ پکڑ لیتے اور خواتین بھی اس کو پکڑ لیتی (وعظ و تلقین کے بعد ارشاد فرماتے) جاؤ آپ کی بیعت ہو گئی۔

57) کیا بیعت کے لئے ہاتھ میں ہاتھ دینا اور چند کلمات کی ادائیگی ضروری ہے؟

ہاتھ کو ہاتھ میں دینا اور کلمات کی ادائیگی کرنا سنت ہے۔ حضور ﷺ خلفاء راشدین اور بزرگان دین کا عام معمول یہی رہا ہے کہ ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ لیکن جب لوگوں کی تعداد زیادہ ہو تو ایک چادر بچھا کر تمام لوگ اس کو پکڑ لیں۔ اور یہ بھی نبوی عمل ہے۔ تاہم اگر لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہو (یعنی چادر پکڑنے سے بھی زیادہ ہو) تو پچھلا آدمی اگلے آدمی کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ لے اور پھر صرف نیت کرنے اور کلمات کی ادائیگی سے بیعت لی جا سکتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم مجاہدین سے اس طرح جہاد کی بیعت لیتے جیسے صلح حدیبیہ کے موقع پر لیا تھا۔

(محمد رسول اللہ ﷺ ص498)

58) کیا ایسے بیعت کا فائدہ ہے جس سے انسان اپنی زندگی میں تبدیلی نہیں لاتا؟

ایسے شخص نے اگرچہ بیعت سے پورا فائدہ حاصل نہیں کیا مگر وہ بالکل خالی بھی نہیں، کم از کم تین فائدے پھر بھی حاصل ہوئے۔

1) ایک توبہ کے جو کلمات پڑھ لئے جو پہلے گناہ کئے تھے وہ معاف ہو گئے ہیں۔

2) دوسرا فائدہ یہ ہو گا کہ موت کے وقت جب دنیا سے تعلق کمزور پڑے اور آخرت کے حالات ظاہر ہونے لگیں تو اس وقت یہ نسبت کام آجاتی ہے۔ اللہ رب العزت اسے یاد آجاتا ہے اور اللہ کی یاد کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔

خواجہ فضل علی قریشی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جس کے دل پر اللہ اللہ کرنے کی انگلی ایک مرتبہ لگ گئی وہ انشاء اللہ یادِ الٰہی میں مرے گا۔

(مقامات فضیلہ صفحہ نمبر 32)

3) تیسرا فائدہ یہ ہے کہ متبع شریعت پیر و مرشد لازماًرات کے وقت تہجد میں اپنے مریدوں کے لئے غائبانہ دعائیں کرتا رہتا ہے اور بیعت کے بعد مرید کو غائبانہ دعاؤں والا اُمت کا غم خوار شیخ مل جاتا ہے۔

59) کیا برتن کے ذریعے سے بیعت کرنا ثابت ہے؟

ایک مقام پر بیعت کے لئے ایک بڑا سا برتن لایا گیا۔ حضور ﷺ نے ایک طرف برتن میں ہاتھ اور صحابیات نے برتن میں دوسری طرف ہاتھ ڈالے تو اس طریقے سے ان کو بیعت فرمایا۔

وَفِی الْمَغَازِی لِا بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ اَنَّهٗ کَانَ یَغْمِسُ یَدَهٗ فِی اِنَاءٍ فَیَغْمِسُ اَیْدِیَهُنَّ فِیهِ

(کتاب التفسیر سورۃ الممتحنہ)

روایت ہے کہ آپ ﷺ برتن میں ہاتھ ڈبوتے تھے اور عورتیں بھی اپنے ہاتھ برتن میں ڈبوتیں تھیں۔

60) کیا اپنے شیخ کی وفات کے بعد دوسرے شیخ سے بیعت ہونا ضروری ہے؟

اگر نفس کا تزکیہ اور قلب کا تصفیہ حاصل نہ ہوا ہو تو بیعت کرنا ضروری ہے۔ اس کی مثال یوں لیجئے کہ ایک طالب علم جس قاری صاحب سے قرآن کریم سیکھ رہا ہے، وہ فوت ہو جائے، تو وہ طالب علم قرآن سیکھنا بند نہیں کرتا بلکہ کسی دوسرے استاد سے قرآن کریم سیکھنا مکمل کرتا ہے۔ البتہ جن حضرات کو نسبت کے حصول کی خوشخبری مل چکی ہو خلافت و اجازت مل چکی ہو تو اس کو بیعت کی تجدید کی ضرورت نہیں۔ لیکن برکت حاصل کرنے اور اپنے اوپر کسی بڑے کی سرپرستی کا ہاتھ ضرور ہونا چاہیے اس لیے دوبارہ بیعت کر سکتا ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ اجمعین نے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جو بیعت کی تو اس بیعت سے مقصود صرف خلافت کی بیعت نہ تھی۔ بلکہ کسب کمالات باطنی بھی مقصود تھا۔

شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے انتقال کے بعد مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیملپوری (مظاہر العلوم کے شیخ الحدیث) کو پیر بنایا۔ ان کے انتقال کے بعد خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ کو پھر اُن کے انتقال کے بعد شاہ عبدالغنی صاحب کو اپنا شیخ بنایا، اس کے انتقال کے بعد شاہ محمد احمد صاحب کو پیر بنایا اور ان کے انتقال کے بعد مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ کو پیر بنایا۔ کتنا اخلاص ہے کہ خود حضرت حکیم الامتؒ کے خلیفہ مجاز ہونے کے باوجود لیکن پھر بھی کسی نہ کسی شیخ سے تعلق قائم کئے رکھا تاکہ میرے سر پر کسی اللہ والے کا ہاتھ ہو۔

61) کوئی شیخ اپنے مرید کو عاق کرے اور مرید کا اعتقاد سالم رہے تو بیعت قائم رہتی ہے یا نہیں؟

شیخ ناراض ہو جائے مگر مرید کا اعتقاد باقی و قائم رہے تو بیعت باقی رہتی ہے۔ غزوہ تبوک میں حضور ﷺ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئے تھے مگر ان کا اعتقاد درست رہا، لہذا آخر میں اللہ رب

العزت کی طرف سے معافی کا اعلان ہوا اور وہ کامیاب ہو گئے۔

(بخاری شریف 1606 کتاب المغازی رقم:24156)

62) اگر کوئی شخص ایک پیر سے بیعت ہو جائے لیکن فائدہ نہ ہونے کی صورت میں دوسرے پیر صاحب کے پاس چلا جائے تو پہلے پیر سے بیعت قائم رہ سکتا ہے یا نہیں؟

پہلا بیعت بھی قائم ہے اگر کسی جگہ پہلے پیر صاحب سے ملاقات ہو جائے تو پہلے پیر صاحب سے ملاقات کر سکتا ہے اور ان سے فیض لے سکتا ہے کیونکہ وہ بھی اللہ والے ہوتے ہیں۔ اللہ والوں کی صحبت اور ملاقات خیر سے خالی نہیں ہوتی ہے۔

63) کیا عالم اور صوفی یہ بیعت لے سکتے ہیں؟

جس طرح نبی اکرم ﷺ نے سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت سپرد فرمائی اور باطنی نعمت بھی ان کو منتقل فرمائی۔ اسی طرح یہ سلسلہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھا اور آج تک یہ نعمت امت کے

اولیاء کرام میں سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی رہی ہے۔ ایسی بیعت صرف وہ شخص لے سکتا ہے جو کسی کامل اور متبع شریعت ولی اللہ کی صحبت میں رہا ہو اور اس نے باطنی نعمت حاصل کی ہو اور کسی صاحبِ نسبت شیخ طریقت نے باقاعدہ خلافت واجازت دی ہو۔

64) کسی کو بیعت کرنے والے مرشد میں کون کونسے شرائط کا ہونا لازمی ہے؟

مرشد چونکہ فیض حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے اور وصول الی اللہ میں مدد دیتا ہے اس لئے علماء حق نے اس اہم منصب کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ذکر کی ہیں۔

1. اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔
2. متقی ہو، خود اللہ رب العزت سے ڈرنے والا ہو۔
3. زاہد فی الدنیا اور آخرت میں رغبت والا ہو۔

4. امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا ہو۔

5. مشائخ کا صحبت یافتہ ہو۔

6. سنّی صحیح العقیدہ ہو۔

7. صالحین کے نزدیک مقبول ہو۔

8. اُس کی صحبت اور ملاقات میں تاثیر ہو۔

9. سنتِ نبوی ﷺ پر عمل کرنے والا ہو اور بدعات سے بچنے والا ہو۔

10. دین کی بقا کے لئے دن رات کام کرنے والا ہو۔

جس شخص میں یہ شرائط پائی جائیں تو اس سے بیعت ہونا یا اس کا کسی کو بیعت کرانا جائز ہے۔

ذکر و فکر / مراقبہ

65) مشائخ جو معمولات تجویز کرتے ہیں کیا اُن کی کوئی اصل موجود ہے؟

سلسلہ نقشبندیہ کے 6 معمولات ہیں۔

(1) وقوف قلبی: ہر وقت اپنے دل کی نگرانی کرنا یعنی ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ رہنا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (الاحزاب آیت 41)

ترجمہ: "اے ایمان والو! کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرو۔"

کثرت ذکر دل کا ذکر ہی ممکن ہے۔ کثرت ذکر سے رجوع الی اللہ، انابت الی اللہ نصیب ہوتا ہے جسکا ذکر قرآن میں ہے۔

وَاَنِيْبُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ (اللہ کی طرف رجوع کرو)

یہ رجوع الی اللہ وقوف قلبی ہے۔ مشائخِ کرام اپنے سالکین کو یہ

رجوع الی اللہ سیکھاتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَانَ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَذْكُرُ اللهَ عَلٰى كُلِّ اَحيَانِهٖ

(بخاری شریف رقم الحدیث 305)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے تھے"، یہی ذکر قلبی ہے جو ہر حال میں ممکن ہے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ اَیْ فِیْ قَلْبِكَ

ترجمہ: اپنے رب کو اپنے من میں اپنے دل میں یاد رکھے۔

(2) مراقبہ:

مراقبہ رقیب سے ماخوذ ہے جسکا معنی نگہبان ہے۔

اِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً (النساء آیت 1)

ترجمہ: بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

سالک آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاتا ہے، اپنے دل کی نگرانی کرتا ہے کہ میرے دل میں اللہ کی رحمت آرہی ہے اور میرا دل اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔

(3) درود شریف:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا 0

(سورۃ الاحزاب آیت 56)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر پر۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود شریف بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔"

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلُ اللهِ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً
صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ بِهَا عَشْراً

(مسلم شریف رقم الحدیث 408)

ترجمہ: "حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود شریف پڑھے اللہ رب العزت اس پر دس رحمتیں بھیجتے ہیں۔ اس لئے مشائخِ کرام اپنے سالکین راہِ طریقت والوں کو درود شریف پڑھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

(4) استغفار:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْهِ (سورۃ ھود آیت 3)

ترجمہ: "تم استغفار کرو اپنے رب کے سامنے اور توبہ کرو۔"

اس آیت کریمہ میں استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے پس مشائخ نقشبندیہ اسی

حکم کی روزانہ تعمیل کرتے ہوئے نہایت ندامت سے استغفار پڑھتے ہیں اور یہی تعلیم اپنے سالکین کو بھی دیتے ہیں۔

(5) تلاوت قرآن مجید:

روزانہ ایک پارہ یا نصف پارہ یا اربع قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (سورۃ المزمل آیت 20)

ترجمہ: "قرآن پاک کی تلاوت کرو جتنا تم سے ہو سکے۔"

اس آیت کریمہ میں قرآن پاک کو پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کی تعمیل میں مشائخ کرام، سالکین طریقت کو تلاوت قرآن پاک تلقین کرتے ہیں۔

(6) رابطہ شیخ:

تمام معمولات کا اصلِ اصول رابطہ شیخ ہے۔ دین سیکھنے کے لئے شیخ

سے رابطہ رکھنا، یعنی گاہے بگاہے حاضر خدمت ہو کر یا خط و کتابت یا ٹیلی فون کے ذریعے اپنے حالات سے شیخ کو باخبر رکھنا اور ان کی ہدایات اور شریعت مطہرہ کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ (سورۃ لقمان آیت 15)

ترجمہ: "ان لوگوں کے راستے پر چلو جو میری طرف رجوع کر چکے ہوں۔"

66) مراقبہ سے کیا مراد ہے؟

مراقبہ کا لفظ رقیب سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں منتظر، نگہبان جیسا کہ ارشاد بای تعالیٰ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔ تصوف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے دھیان کو پیوست کرتے ہوئے بیٹھنے کو مراقبہ کہتے ہیں۔ لہذا سالک جب مراقبہ میں بیٹھنا چاہے ساری دنیا سے ایک طرف ہو کر یکسو باوضوء ہو کر قبلہ رو ہو کر بیٹھ جائے، آنکھیں بند کر لے، گردن جھکا لے اور تھوڑی دیر

کے لئے یہ سوچھے کہ نہ زمین موجود ہے، نہ آسمان، نہ انسان، نہ حیوان اور نہ پرند، کچھ بھی نہیں ہے بس اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو کر میرے دل میں سما رہی ہے۔ میرے دل کی ظلمت اور سیاہی دور ہو رہی ہے اور میرے دل سے اللہ اللہ کی آواز نکل آرہی ہے۔ سالک جب مراقبہ میں بیٹھ کر یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو رہی ہے۔ تو حدیث پاک اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ (متفق علیہ) (میں اپنے بندہ کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں) کے مطابق دل میں اللہ کی رحمت نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

فرض کر لیں کہ پہلے پورے وقت مراقبہ میں دنیاوی خیالات آتے رہے فقط ایک لمحہ کے لئے اللہ تعالیٰ کا دھیان آیا تو دوسرے دن دنیا کے خیالات نسبتاً کم آئیں گے، تیسرے دن اور کم آئیں گے یہاں تک کہ ایک دن وہ وقت بھی یاد آجائے گا کہ جوں ہی سر کو جھکا لیا صرف ایک اللہ کا دھیان آئے گا، کمینی دنیا دل سے نکل جائے گی اور یہ حالت پھر ہر وقت ہو جائے گی کہ میرا دل اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔

؎ دل کے آئینے میں ہے تصویر یار

جب ذرا گردن جھکالی دیکھ لی

67) مراقبہ کس کا طریقہ ہے؟

یہ یاد کرنے کا طریقہ یعنی مراقبہ محبوبوں کا طریقہ ہے عشاق کا نہیں کیونکہ عشاق تو جب اپنے معشوق کو یاد کرتے ہیں تو آہ وزاری اور فریاد کرتے ہیں اور محبوب فقط دل میں یادوں کو بسا لیتا ہے۔ بعض اوقات حضور ﷺ کئی کئی گھنٹے خاموش رہتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی خاموش رہتے۔

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مُتَوَاصِلَ الْاَحْزَانِ دَائِمَ الْفِكْرَةِ لَيْسَتْ لَهُ رَاحَةٌ طَوِيْلُ السَّكْتِ لَا يَتَكَلَّمُ فِيْ غَيْرِ حَاجَةٍ (جامع الترمذی جلد 2)

ترجمہ: حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ

(ہمیشہ آخرت کے امور اور امت کے غم کے سلسلے میں) غمزدہ رہتے تھے، ہمیشہ (آخرت اور امت کی ہدایت کے لئے) ہر وقت فکر مند رہتے تھے۔

اسی غم کی وجہ سے آپ ﷺ ہر وقت بے چین رہتے تھے۔ لمبی خاموشی اختیار کر لیتے، بغیر ضرورت اور حاجت کے آپ ﷺ کسی سے گفتگو نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث سے علماء کرام مراقبہ ثابت کرتے ہیں کیونکہ مراقبہ میں زیادہ تر فکر ہوتی ہے اور حضور ﷺ زیادہ تر فکر مند رہتے تھے۔

وہ جن کا عشق صادق ہے وہ کب فریاد کرتے ہیں

لبوں پر مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں

68) مراقبے میں مشائخ نعت یا اشعار کیوں پڑھتے ہیں؟

مراقبے میں نعت یا اشعار پڑھنے کی ضرورت بالکل نہیں ہوتی ہے۔

ہمارے پیر و مرشد حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی

فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت سید زوار حسینؒ فرمایا کرتے تھے کہ مراقبے میں خاموشی کی ضرورت ہوتی ہے مگر عوام الناس مراقبے سے اتنے مانوس نہیں ہوتے ہیں اور ذکر میں خاموش رہ کر ان کو اِدھر اُدھر کے وساوس آتے ہیں جس سے وہ پریشان ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی ہم سر جھکاتے ہیں اور ہمیں شہوانی شیطانی خیالات آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اب عوام الناس کو اللہ کی محبت کی طرف ان کا دھیان بٹھانے کے لئے ہمارے بعض مشائخ نے اشعار پڑھیں ہیں۔ سید زوار حسین شاہؒ بھی اشعار پڑھتے تھے فارسی کے اردو کے اور ان کی وجہ سے ہم بھی پھر پڑھ لیتے ہیں۔

69) مراقبے کے دوران بعض سالکین پر اونگھ سی طاری ہو جاتی ہے، اس کی حقیقت کیا ہے؟

اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ

عَلٰی قُلُوۡبِکُمۡ وَ یُثَبِّتَ بِہِ الۡاَقۡدَامَ (سورۃ انفال آیت 11)

ترجمہ: یاد کرو جب اس نے اپنی طرف سے تمہاری تسکین کے لئے تم پر اونگھ ڈال دی اور تم پر آسمان سے پانی اتارا تا کہ اس کے ذریعے وہ تمہیں پاک کر دے اور تم سے شیطان کی ناپاکی کو دور کر دے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس سے تمہارے قدم جما دے۔

جس وقت تم پر اُونگھ طاری ہو جائے یہ حالت کسب فیض کی علامت ہوتی ہے۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں، اس کیفیت میں ترقی ہو رہی ہے سالک کی مثال مرغی کی طرح ہے جو انڈہ پر بیٹھ کر ان کو حرارت پہنچاتی ہے۔ پھر اسے انسان یا کوئی مرغی انڈوں سے ہٹائے تو مرغی ناراض ہوتی ہے انڈوں کو چھوڑ کر کھانے پینے میں نہیں لگے گی۔ جب نا قابل برداشت بھوک لگے گی تو کسی جگہ دانہ وغیرہ دیکھ کر جلدی سے بھاگ کر وہ کھانا کھائے گی اور پھر واپس آ کر یکسوئی کے ساتھ انڈوں پر بیٹھے گی۔ اکثر اوقات ان کی آنکھیں بند ملے گی۔ شروع شروع میں جو انڈے پتھر کی

طرح بے جان محسوس ہوتے ہیں آہستہ آہستہ ان میں جان پڑنی شروع ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ چوں چوں کرنے والا چوزہ باہر نکلنے لگتا ہے۔ اسی طرح سالک کو شروع میں اپنا دل پتھر کی طرح سخت محسوس ہوتا ہے۔ تاہم مراقبہ میں بیٹھنے سے اور اللہ اللہ کے نور کی حرارت پہنچانے سے وہ وقت بھی آجاتا ہے کہ دل اللہ اللہ بولنا شروع کر دیتا ہے۔ ظاہر میں تو یہ عمل سادہ معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں یہ اتنا زیادہ پُر اثر ہوتا ہے کہ چند دن مراقبہ کی پابندی کرنے سے یہ حالت ہو جاتی ہے کہ سالک اللہ کی محبت میں بے قرار ہو جاتا ہے۔

؎ دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن

بیٹھے رہیں تصور جاناں کیے ہوئے

70) کیا لیٹنے کی حالت میں مراقبہ کر سکتے ہیں؟

جی ہاں! کوشش تو یہ کی جائے کہ باادب بیٹھ کر قبلہ رو ہو کر باوضو ہو کر مراقبہ کیا جائے، تاہم اگر بیماری وغیرہ کا عذر ہو تو لیٹے ہوئے بھی مراقبہ

کر سکتے ہیں۔

71) مراقبے میں بیٹھنے کے دوران صحیح طرح دھیان نہیں بنتا اور خیالات منتشر کیوں رہتے ہیں؟

ابتدائی سلوک میں صحیح طرح دھیان نہیں بنتا ہے۔ جب سالک مراقبے میں پابندی سے بیٹھتا ہے تو پہلے ایک منٹ دھیان بنتا ہے پھر چند دن بعد دو منٹ اور اس طرح آہستہ آہستہ پھر ایک وقت آتا ہے کہ مراقبے میں دوسرے خیالات آتے بھی نہیں ہی اور جب بندہ اپنی آنکھیں بند کرتا ہے تو فوراً اللہ کی طرف دھیان لگ جاتا ہے۔

72) کیا فون پر مراقبہ کرا سکتے ہیں؟

ہاں فون پر مراقبہ کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی مرید دور ہو اور قریب آنا مشکل ہو پھر فون ملانے کے بعد وہ فون اپنے کان کے ساتھ لگا دے، شیخ دور سے اُس کا دل اپنے دل کے سامنے تصور کر کے اُس میں توجہ ڈالنا شروع کر دیں گے جس سے دور بیٹھ کر فیض محسوس کرے گا۔

73) فون پہ خصوصی توجہ دے سکتے ہیں فرض کریں کوئی دُنیا میں کہیں بھی بیٹھا ہو؟

جی بالکل اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا آپ توجہ دے سکتے ہیں۔ حضور ﷺ کو یہ کمال حاصل تھا کہ جس طرف چہرہ انور کرتے اس طرف نور الٰہی پھیلتا رہتا، اسی طرح مشائخ دور سالکین کو توجہ دے سکتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایک مہینے کی مسافت پر رعب دیا گیا ہے۔ (بخاری شریف حدیث 2978)

اس زمانے میں اونٹوں پر سفر ہوتا تھا اور اونٹ ایک دن میں 16 میل سفر کر سکتا ہے، تو اگر مہینہ 30 دن کا ہے تو 480 میل سفر بنتا ہے۔ 480 میل تقریباً 700 کلومیٹر بنتا ہے۔ تو حضور ﷺ کا مبارک چہرہ جس طرف ہوتا تو تقریباً 700 کلومیٹر تک لوگوں کے دلوں پر اثر ہوتا تھا۔

74) کیا مراقبے میں توجہ دے سکتے ہیں؟

جی مراقبے میں توجہ دے سکتے ہیں۔ جب مجمع زیادہ ہو تو شیخ مراقبے

کے دوران تمام دلوں کو ایک دل میں جمع کر کے پھر اس ایک دل کو توجہ دیتا ہے پھر اُس ایک دل سے سب دلوں کو توجہ اور نور پہنچ جاتا ہے اور انفرادی مرید کو بھی توجہ دے سکتا ہے۔

75) ذکرِ قلبی کن کن حالات میں کی جاسکتی ہے؟

ذکر قلبی تمام اوقات میں کرنا ممکن ہے لیکن ذکر لسانی ہر وقت کرنا ناممکن ہے۔ بندہ جب کھانا کھاتا ہے، وعظ و نصیحت کے دوران یا دوکان میں کاروبار کے وقت یا خرید و فروخت میں مشغول ہوتے وقت بیک وقت دو کام نہیں کر سکتا۔ اس کے مقابلے میں ذکر قلبی لیٹے، بیٹھے، چلتے، پھرتے، الغرض ہر وقت اور ہر لمحہ ممکن ہے۔

ذکر لسانی کے ساتھ زبان اور ہونٹ حرکت میں رہتے ہیں اور ہر وقت یہ اندیشہ رہتا ہے کہ کسی کو پتہ نہ چلے کہ ریا میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ ایک روایت کے مطابق فرشتے بھی ذکر قلبی نہیں سن سکتے بلکہ ان کو ایک خوشبو محسوس ہوتی ہے اور قیامت کے دن یہ راز آشکارا ہو جائے گا، فرشتے کہیں

گے کہ ہم ان کے جسم سے ایک خوشبو محسوس کرتے تھے اور یہ خوشبو اللہ تعالیٰ کی یاد کی خوشبو تھی۔

عَنْ عَائِشَۃَ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ یَفْضُلُ الذِّکْرَ الْخَفِیَّ الَّذِیْ لَا یَسْمَعُہُ الْحَفَظَۃَ (مسند ابی یعلیٰ حدیث 4738)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ وہ ذکر جس کو فرشتے بھی نہیں سن سکتے ہیں اس ذکر کی فضیلت بیان کرتے تھے۔

میان عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین راہم خبر نیست

عَنْ عَائِشَہ کَانَ النبی ﷺ یَذْکُرُ اللہَ عَلیٰ کُلِّ اَحْیَانِہٖ

(بخاری شریف، رقم الحدیث 305)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر لمحہ اللہ

کا ذکر کرتے تھے۔

اس میں عملی نکتہ یہ ہے، اَحْیَان حین کی جمع ہیں یعنی ہر وقت، پھر کُلُ استغراقی اس پر داخل ہو چکا ہے یعنی عربی قواعد کی وجہ سے مزید اور بھی استغراق کا تقاضہ کرتا ہے پھر کل کی اضافت جمع احیان کی طرف ہیں پھر اور بھی استغراق ہیں یعنی تقریباً تین دفعہ استغراق ثابت ہو رہا ہے یعنی ہر حال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا ذکر کرتے تھے اور وہ ذکر قلبی ہی ممکن ہے۔

76) وقوفِ قلبی کیا ہے؟

وقوف قلبی یہ ہے کہ انسان ہر وقت اپنی توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ اللہ کی طرف رکھے اور اُٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے ہر گھڑی، ہر لمحہ یہ دھیان رکھے کہ میرا دل اللہ اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔

وقوف قلبی کے اصطلاحی معنی اپنے دل کی مسلسل نگہبانی کرنا اور دل کی توجہ اللہ کی طرف رکھنا ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ ہر وقت قلب

صنوبری کی طرف جو بائیں پستان کے نیچے پہلو کی طرف دو انگل کے فاصلے پر ہے اللہ تعالیٰ کی یاد کا دھیان رکھے کہ میرا دل اللہ اللہ کر رہا ہے۔ شاعر کہتا ہے:

ے نہ غرض کسی سے نہ واسطہ
مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے تیری فکر سے
تیری یاد سے تیرے نام سے

77) دل کے جاری ہونے کا کیا مطلب ہے؟

خواص کے نزدیک دل کا جاری ہونا اعضاء و جوارح پر دل کا کنٹرول آجائے اور وہ شریعت کے مطابق استعمال ہونے لگے۔ جب دل بدلتا ہے انسان بدلتا ہے، مقصد حیات بدل جاتا ہے محبت اور عدوات کے معیار بدل جاتے ہیں۔ گھر بدلتا ہے، معاشرہ بدلتا ہے، اخلاق بدلتے ہیں تاریخ بدلتی ہے، زمانہ بدلتا ہے دن بدلتے ہیں راتیں بدل جاتی ہے، ساقی بدل جاتے

ہیں اور پیمانے بدل جاتے ہیں۔ اور تو اور میخانے بھی بدل جاتے ہیں۔ پہلے گناہوں کی محفلوں میں جایا کرتے تھے اب دل بدلنے کے بعد اللہ والوں کی محفلوں میں جانا شروع ہو جاتا ہے۔

کسی گھر میں جاندار کی تصویر ہو یا کتا ہو تو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے ہیں، یہی معاملہ دل کے ساتھ بھی ہے جس میں کسی غیر اللہ کی محبت ہو اور اس کی تصویر دل میں چھپی ہوئی ہو اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ اللہ رب العزت اپنی رحمتیں اس دل میں نہیں ڈالتے ہیں۔ پس سالک کو اپنے دل سنوارنے کی فکر ہو کہ ہم نے اپنے دل کو بنانا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہاتھ، پیر، آنکھ، کان الغرض ہر عضو شریعت مطہرہ کے مطابق کام کرے۔

78) ذکر سے زیادہ ترقی ہوتی ہے یا مراقبے سے؟

سالک اولاً ذکر سے ترقی کرتا ہے یہاں تک کہ مسلسل ذکر سے اس کو فنائے نفس نصیب ہو جاتی ہے آگے پھر فکر سے ترقی ہوتی ہے۔ ہمارے

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں پہلے ذکر کے اسباق ہیں پھر فکر کے اسباق شروع ہو جاتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَفَكَّرُوا فِي آلَاءِ اللهِ وَلَا تَتَفَكَّرُوا فِي اللهِ

(حديث الطبرانی)

اللہ کے صفات میں غور وفکر کرو مگر خود اللہ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو کیونکہ وہ تمہاری رسائی سے بالاتر ہے۔

مثال: سورج کی روشنی میں ہر چیز کو دیکھا جا سکتا ہے مگر خود سورج دیکھنا چاہے تو آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہے یعنی سورج کے اپنے نور کی وجہ سے دیکھنا مشکل ہے اس طرح اللہ رب العزت کے نور کی وجہ سے ہم سب کچھ دیکھ سکتے ہیں مگر بذات خود اللہ کو دُنیا میں دیکھنا مشکل ہے۔

79) خواب، واقعہ اور مشاہدہ میں کیا فرق ہے؟

خواب: نیند میں جو کچھ نظر آئے، خواب کہلاتا ہے۔

واقعہ: مراقبہ میں بیٹھے بیٹھے سو جائے کچھ دیکھے تو واقعہ کہلاتا ہے۔

مشاہدہ: اگر مراقبہ میں بقائم ہوش و حواس کچھ دیکھے تو مشاہدہ کہلاتا ہے۔

80) مراقبے کے اندر شیخ زور سے اللہ کے نام کی ضرب لگاتا ہے، کیا یہ درست ہے؟

مراقبے کے دوران جب شیخ اللہ کے نام کی ضرب لگا رہے ہوتے ہیں تب وہ اصل میں لوگوں کے دلوں پر خصوصی توجہ ڈال رہے ہوتے ہیں اور اُس وقت اللہ کے نام کی ضرب لگا رہے ہوتے ہیں اور اس وقت زیادہ فیض ملتا ہے۔

81) پریشان حال لوگوں کے لئے پڑھنے کے اعمال کیا ہیں؟

الحمد اللہ ہم اپنے سلسلے نقشبندیہ میں تعویذ عملیات کو نہیں آنے دیتے

ہیں۔ تعویذ اور عملیات ہمارے سلوک کے راستے کی رکاوٹ ہے۔ آپ نے تعویذ لکھنا شروع کیا تو آپ کے پاس سر درد والے تو بہت آئیں گے دل کے درد والا کوئی نہیں آئے گا لیکن دنیا کے طلب گار بہت آئیں گے۔ اللہ کی معرفت چاہنے والے بہت کم آئیں گے۔ اگر اس قسم کے پریشان حال لوگ آتے ہیں تو ان کو ان کے حسب حال قرآن پاک کی کوئی آیت بتا دے کہ بھئی آپ اپنے ہر نماز کے بعد اتنی دفعہ پڑھ لیں اچھا جو فرض نماز بالکل نہیں پڑھتا، وہ اپنی پریشانی کے سبب ہر نماز کے بعد اتنی مرتبہ قرآن کی آیت کو ضرور پڑھے گا تو اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ وہ نمازی بھی بن جاتے ہیں تو ہمیں تو پھر عملیات کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اللہ رب العزت نیک اعمال سے مسئلے خود بخود حل فرما دیتے ہیں۔

82) کیا کوئی مرید اپنے اسباق کے ساتھ ساتھ دوسرے اوراد ووظائف کر سکتا ہے؟

ذہن یہی بنانا چاہیے کہ سلسلے کے اسباق اور مراقبہ زیادہ کریں۔ اس

سے ترقی زیادہ ہو گی۔ باقی حزب البحر وغیرہ کے وظائف کرنے کی گنجائش

ہے۔

فیض و توجہ

83) شیخ سے کب فیض حاصل ہوتا ہے، جب وہ قریب ہو یا دور؟

شیخ کے ساتھ ظاہری فاصلہ سے فرق نہیں پڑتا۔ دیکھیں یہ بجلی ہے یہاں پر اگر بٹن لگا ہوا ہوتا ہے اور بٹن اور بلب کے درمیان تار لگی ہوئی ہو تو اگر اس بلب کو دنیا کے دوسرے کنارے پر لگا دیں تو سائنس کہتی ہے کہ ایک سیکنڈ کے اندر 186000 میل فی سیکنڈ میں اتنا فاصلہ طے کر دیتی ہے تو اگر ظاہر کی بجلی ایک سیکنڈ میں اتنا فاصلہ طے کر سکتی ہے تو انوارات ِالٰہی اس سے زیادہ فاصلہ طے کرتی ہے۔ شیخ نے مرید کو فیض پہنچانے کی نیت کی سالک دنیا کے جس کونے میں جہاں بھی بیٹھا ہے فوراً اسے اسی وقت فیض ملنا شروع ہو جاتا ہے۔

84) سالک کو اپنے شیخ کے ساتھ کتنا رابطہ رکھنا چاہیے؟

مہینے میں کم از کم ایک مرتبہ رابطہ ہونا چاہیے۔ شیخ سے رابطہ کرنے سے سلوک یعنی روحانی سفر جاری رہتا ہے اور سالک منزل مقصود کی

طرف بڑھتا رہتا ہے۔ خط و کتابت بھی شیخ کے ساتھ رابطہ رکھنے کی ایک قسم ہے۔

85) غائبانہ توجہ کسے کہتے ہیں؟

غائبانہ توجہ یہی ہے کہ آپ کے متعلقین دنیا میں جہاں کہیں بھی ہیں آپ دل میں نیت کر لیں کہ فیض نبی ﷺ کے سینہ انور سے مشائخ کے ذریعے سے اللہ میرے قلب میں پہنچا رہے ہیں اور میرے قلب سے آگے میرے جو متعلقین ہے اللہ رب العزت ان کو پہنچا رہے ہیں تو اس کو غائبانہ توجہ ملنا شروع ہو جائے گی، یہ غائبانہ توجہ کہلاتی ہے۔

86) کپڑے کے ذریعے فیض کے منتقل ہونے کی حقیقت کیا ہے؟

کپڑے کے ذریعے فیض کا انتقال:

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا:

اِنِّی اَسْمَعُ مِنْکَ حَدِیْثًا کَثِیْرًا اَنْسَاہٗ

(میں آپ سے بہت سی احادیث سنتا ہوں جو مجھ سے بھول جاتے ہیں)

حضور ﷺ نے فرمایا: اُبْسُطْ رِدَاءَکَ (چادر پھیلاؤ)

قَالَ : فَغَرَفَ بِيَدَيهِ (دونوں ہاتھوں سے کچھ ڈالا)

آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے میری چادر میں تین لپیں ڈالنی شروع کر دیں۔

پھر فرمایا: ضَمِّه پھر فرمایا اس کو سینے سے لگالو۔ میں نے وہ چادر سینے سے لگائی۔

فَمَا نَسِيْتُ شَيْأً بَعْدَهٗ (بخاری رقم الحدیث 119)

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں سب سے زیادہ احادیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئیں ہیں۔

87) سینے میں فیض کیسے ڈالا جاتا ہے؟

معراج کا واقعہ:

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جبرائیلؑ نے میرے سینے کو چاک کیا۔

ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ

(پھر سونے کا ایک طشت لے آئے)

مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا فَافْرَغَهَا فِيْ صَدْرِيْ۔

(صحیح البخاری، الرقم:1636)

وہ ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا پھر وہ میرے سینے میں ڈال دیا اس طرح دل میں فیض ڈالنا ثابت ہو گیا۔

88) ہاتھ کے ذریعے سے دل پر اُنگلی رک کر فیض کیسے منتقل ہوتا ہے؟

صحیح بخاری کی روایت ہے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ نے یمن میں ذوالخلاصہ کا بُت خانہ گرانے کے لئے بھیجا۔ صحابہ کی جماعت بھی ساتھ تھی۔ میں نے عرض کیا، " اللہ کے نبی ﷺ! میرا تو یہ حال ہے کہ میں گھوڑے پر بیٹھ نہیں سکتا"۔

"فَوَضَعَ يَدَهٗ فِيْ صَدْرِيْ"

(اس نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر رکھا)

"حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ اَصَابِعِهٖ فِيْ صَدْرِيْ"

(یہاں تک کہ میں نے انگلیوں کے اثرات اپنے سینے پر دیکھے)

حضرات مشائخ جب کسی کو بیعت کرتے ہیں تو اس کے دل پہ اُنگلی رکھتے ہیں اُس کے ذریعے فیض کو منتقل کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی جلد 2 حدیث 4357)

89) ایک سینے سے دوسرے سینے میں فیض کیسے منتقل ہوتا ہے؟

جبکہ آپ ﷺ غارِ حرا میں تھے چنانچہ آپ ﷺ کے پاس فرشتہ آیا اور اُس نے کہا "اِقْرَا" (پڑھیے) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جواب دیا: "میں پڑھ نہیں سکتا"۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) فرشتے نے مجھے پکڑا اور دبایا یہاں تک کہ اُس کا دباؤ میرے لئے ناقابلِ برداشت ہونے لگا تو اُس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا "اِقْرَا" (پڑھیے)، میں نے پھر کہا: "میں نہیں پڑھ سکتا" لہذا اُس فرشتے نے مجھے پھر پکڑا اور دوسری مرتبہ دبوچا یہاں تک کہ اُس کا دبوچنا میرے لئے ناقابلِ برداشت ہونے لگا تو اس فرشتے نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: "اِقْرَا" (پڑھیے)، میں نے پھر کہا: "میں

نہیں پڑھ سکتا" چنانچہ اُس نے مجھے پکڑا اور تیسری مرتبہ دبوچا اور پھر مجھے چھوڑ دیا۔ (نصر الباری جلد 1 ص 140)

ے بخت جب بیدار تھا، بیدار آنکھیں سو گئیں

سو گیا جب بخت، تب بیدار آنکھیں ہو گئیں

کیفیات و واردات

(90) بعض اوقات سالکین پر کبھی عجیب کیفیت ہوتی ہے اور کبھی کچھ بھی نہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

سالک کی مثال درخت کی سی ہوتی ہے۔ ایک وقت آتا ہے درخت پر کونپلیں نکل آتی ہیں، نئے نئے پودے نکلتے ہیں، پھر نئے پتے نکلنا بند ہو جاتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ درخت کی ترقی رک گئی، بلکہ اس وقت درخت اپنے تنے، شاخیں مضبوط کر رہا ہوتا ہے۔ یہی معاملہ سالک کے ساتھ ہوتا ہے کہ فیض ہر وقت ملتا رہتا ہے، ظاہر میں نظر نہیں آتا ہے لیکن حقیقت میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔

(91) انوارات کیا ہوتے ہیں؟

ذکر کے دوران اللہ رب العزت کی طرف سے بندے پر خصوصی رحمت نازل ہوتی ہے اسے تصوف و سلوک کے اصطلاح میں انوارات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

92) کیا مراقبہ کے دوران انوارات کی کوئی خاص صورت ہوتی ہے؟

ہر لطیفے کا اپنا الگ رنگ ہوتا ہے اس سبق کے دوران وہ رنگ خود بخود محسوس ہوتا ہے۔

93) ہر وقت انوارات کا آنا، خواب کی حالت میں جو سراسر غفلت ہے کیسے جمع ہو سکتے ہیں؟

عوام کا خواب جن کا باطن ان کے ظاہر سے الگ نہیں ہوا ہے، یعنی ان کی باطن کی غفلت ظاہری غفلت کا سبب بن جاتی ہے، اور وہ عارف باللہ جن کا ظاہر ان کے باطن سے الگ ہو گیا ہے اس کا ظاہری غفلت ان کے باطن پر اثر انداز نہیں ہوتا ہے بلکہ حالت خواب میں بھی وہ ذاکر شاغل رہتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک دن حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم مجددیؒ بڑے ذوق و شوق سے آم تناول فرما رہے تھے۔ حاضرین میں ایک کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ولی و دوست اس قدر کیوں غذا کی جانب مائل ہوتے ہیں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰؒ نے اپنی فراست

اور بصیرت سے پہچان لیا اور فرمایا اولیاء جو کچھ کھاتے ہیں نور خدا بن جاتا ہے اور نور خدا جس جسم ظاہری میں زیادہ ہو تو زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

94) کیا ہر لطیفے کے انوارات الگ الگ ہوتے ہیں؟

جی ہاں! ہر لطیفے کا رنگ جُدا جُدا ہوتا ہے۔

- ✓ لطیفہ قلب کا رنگ زرد ہے۔
- ✓ لطیفہ روح کا رنگ سرخ ہے۔
- ✓ لطیفہ سر کا رنگ سفید ہے۔
- ✓ لطیفہ خفی کا رنگ کالا ہے۔
- ✓ لطیفہ اخفی کا رنگ سبز ہے۔

95) سالک کو اُس کے مشرب کے بارے میں کیسے پتہ چلتا ہے؟

سالک جس نبی کے زیر قدم ہو، اس نبی کی صفات کا اثر سالک کی شخصیت پہ واضح نظر آتا ہے۔ جو موسوی المشرب ہو گا اسے کلام الٰہی سے محبت زیادہ ہو گا، ابراہیمی المشرب کو توکل علی اللہ اور مہمان نوازی میں

خصوصیت نصیب ہو گی۔ عیسوی المشرب کی زندگی میں زہد فی الدنیا غالب ہو گا۔ محمدی المشرب کو اتباع سنت اور اخلاق محمد یہ ﷺ سے رجحان زیادہ ہو گا۔

96) ذکر میں حلاوت (مٹھاس، لذت) حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

ذکر اللہ میں حلاوت (لذت) حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ فضیلت ذکر میں وارد آیات و احادیث کو سامنے رکھ کر ذکر کیا جائے اور اپنے مشائخ عظام کو سب سے زیادہ وقت دینا چاہیے تو ان شاء اللہ حلاوت جلدی اور زیادہ حاصل ہو گی۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایمان کی حلاوت اسی کو نصیب ہو گی جس میں تین باتیں موجود ہوں۔ایک یہ کہ اللہ اور رسول ﷺ کی محبت اُس کی تمام ماسوا سے زیادہ ہو۔ دوسری یہ کہ جس آدمی سے بھی اس کی محبت ہو صرف اللہ ہی کے لئے ہو اور تیسری یہ کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف پلٹنے

سے اس کو اتنی نفرت اور ایسی اذیت ہو جیسے کہ آگ میں ڈالے جانے سے ہوتی ہے۔ (بخاری شریف رقم الحدیث 17)

97) فنا کے بعد رجوع نہیں کا کیا مطلب ہے؟

سلوک میں سفر کرنے کے بعد واپسی نہیں ہے در حقیقت صوفیاء کرام فنا کے بعد اپنی پہلی حالت پر نہیں آسکتے اگر کوئی آیا ہے تو فنا سے پہلے آیا ہے۔ دلیل قرآن عظیم الشان سے یہ ہے:

وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِيعَ اِيمَانَكُمْ اِنَّ اللهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ الرَّحِيمٌ (سورة البقرة آیت 143)

یعنی حق تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرتا بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایمان حقیقی اور علم باطنی کو قبض نہیں کرتا ہے۔

98) فنا فی الرسول ﷺ سے کیا مراد ہے؟

جب طبعی طور پر سنت کی اتباع ہونے لگے تو اس کیفیت کا نام فنا فی الرسول ﷺ ہے۔

99) نیک اعمال میں رغبت کا کم ہونے کی کیا وجہ ہے؟

ایسا ہی ایک سوال حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہیؒ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ "اعمال میں رغبت نہ ہونے کے 3 اسباب ہیں۔(1) ناجنس کی صحبت یعنی نامحرم یا خوبصورت مرد لڑکے کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا وغیرہ(2) حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر ہر جگہ اور ہر ایک کا کھانا کھانا(3) گناہوں کا بار بار ہونا۔ اس لئے آپ بھی اپنے اوپر نگاہ ڈالیں کہ ان تینوں میں سے کونسا سبب آپ میں پائے جاتے ہیں۔ اس کو چھوڑ دیں انشاءاللہ اعمال میں رغبت پیدا ہو جائے گی۔

کشف و کرامات

100) کشف کیا ہے؟

کشف سے مراد یہ ہے کہ تصور کے آئینے میں صورت خیال کا انعکاس ہوتا ہے تصور کرتے کرتے دل و دماغ میں ایک تصویر کی شکل بن جاتی ہے۔ جس قدر خیال کا آئینہ صاف ہو گا اُسی قدر کشف اور خواب ٹھیک اور سچا ہو گا۔ اسی لئے پیغمبروں کا خواب سو فیصد سچا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر گناہ سے پاک ہوتے ہیں۔ اور ان کے خیالات نہایت صاف اور باطن نہایت پاکیزہ ہوتا ہے۔

اولیاء امت کے خواب اکثر صحیح ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے مشائخ کی صحبت کی وجہ سے اور شریعت مطہرہ پر عمل کرنے سے خیالات کی صفائی اور باطن کا نور حاصل کیا ہوتا ہے۔ چونکہ اولیاء کا باطن انبیاء کرام کا فرعی آئینہ ہیں یعنی اولیاء کرام کا اپنا ذاتی کمال نہیں ہوتا ہے انبیاء کرام کے ساتھ نسبت کی وجہ سے کمال پیدا ہوتا ہے۔ انبیاء علیھم السلام کی اتباع

کی وجہ سے امت کے اولیاء کرام کو صفائی حاصل ہوتی ہے۔ اور عوام الناس کے خواب مادی دنیا میں زیادہ مصروفیت اور ذکر و فکر اور عبادات سے غفلت کی وجہ سے اکثر صحیح نہیں ہوتے ہیں۔

101) کیا کشف بندہ کے اختیار میں ہوتا ہے؟

کشف اختیاری چیز نہیں ہے، انسان کے اختیار میں نہیں ہے بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ جب چاہا حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو مصر سے حضرت یعقوب علیہ السلام تک پہنچا دی اور جب نہیں چاہا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے گاؤں کے جس کنویں میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے ڈال دیا تھا، حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کی موجودگی کے باوجود ان کی زندگی و موت سے بے خبر رہے۔ جبکہ مصر سے تو آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو سونگھ لی۔ تو معلوم ہوا کہ کشف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

102) ہندوستان کے جوگی اور یونان کے فلسفی بھی صاحب کشف ہیں حالانکہ اُن کے پاس شریعت و طریقت کے دو پَر نہیں ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

ان کے کشف کا تعلق اسی دنیا سے ہے، مگر آخرت کے کشف سے محروم ہوتے ہیں۔ کیونکہ آخرت کا کشف، تزکیہ نفس پر چلنے کے بغیر ممکن نہیں ہے اور تزکیہ نفس شریعت مطہرہ سے نفس کی صفائی اور تزکیہ نفس کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے۔ نفس کی صفائی سخت ریاضت، بھوک، پیاس کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔ اور عقیدے کی درستگی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اس کے برعکس تزکیہ نفس عقیدے کی درستگی، صحبتِ صلحاء اور شریعت مطہرہ کی اتباع سے مربوط ہے۔ کیونکہ صفائی باہر کی ہوتی ہے اور تزکیہ اندر کوٹ نکالنا ہوتا ہے۔ جیسے کپڑے پر گرد پڑ جائے تو باہر سے جاڑ لیتے ہیں لیکن کپڑا جب میلا ہو جاتا ہے تو میل کچیل دور کرنے کے لئے واشنگ مشین میں ڈالنا پڑتا ہے، اس کو خوب رگڑنا ہوتا ہے پھر میل کچیل

دور ہوتی ہے۔

103) اگر ولی سے کرامات ظاہر نہ ہو تو اس ولی کو لوگ کیسے پہچانیں گے؟

(الف) امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اس بات کے دو جواب دیئے ہیں۔ ایک یہ کہ ولی اللہ کی ولایت کو معلوم کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ ولایت اللہ سے ایک نسبت اور تعلق ہے کسی کو پتہ ہو یا نہ ہو۔ اکثر اولیاء اللہ کو خود اپنی ولایت کا پتہ بھی نہیں ہوتا ہے۔ دوسروں کا تو کیا ذکر ہے۔ دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اس کا پھل دیکھیں گے۔

(ب) خوارق کی ضرورت اکثر انبیاء علیہم السلام کو تھی۔ جو مخلوق کو دین کی طرف لانے کے لئے دن رات محنت کرتے تھے۔ ضروری ہے کہ وہ مخلوق پر اپنی نبوت ظاہر کریں کوئی ثبوت پیش کریں اور وہ معجزہ کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ اولیاء کرام جو دین کی دعوت دیتے ہیں تو اپنے پیغمبر کی شریعت کی ہی دعوت دیتے ہیں۔ اس پیغمبر کا معجزہ ہی اس دین کی دعوت کے لئے کافی ہے۔ ظاہر کے علماء شریعت مطہرہ پر چلنے کی طرف

ترغیب دیتے ہیں اور اولیاء کرام مریدوں کو پہلے ظاہری شریعت کے بجا لانے کی دعوت دیتے ہیں پھر اُن کو ذکر سکھاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اپنے قیمتی اوقات یادِ الٰہی میں خرچ کیا کرو تاکہ ذکر الٰہی بھی غالب ہو جائے اور اللہ کے سوا کسی دوسرے کا خیال بھی دل میں نہ رہے اور اس دعوت میں کرامت کی ضرورت نہیں ہے۔

(ج) یہ ہے کہ مرید جوں جوں اپنے حالات میں تبدیلی دیکھتا ہے اپنی ہی ذات میں اس کو پیر کی کرامت لحظہ بہ لحظہ نظر آتی ہے۔ جو مردہ دل کو زندہ کر کے مشاہدہ اور مکاشفہ سے سرفراز کر دیتا ہے۔ مردہ کا زندہ کر دینا عوام کے نزدیک عمدہ کام ہے اور خواص کے نزدیک دل کا زندہ ہونا کمال ہے۔ پس شیخ کی کرامت مرید کی نظر میں ہر وقت موجود ہے دوسری طرف وہ لوگ جو سلسلے میں داخل نہیں ہیں یا مشائخ طریقت سے تعلق نہیں ہے ایسے عوام کیلئے کرامت کی ضرورت نہیں ہے۔

104) کیا کرامت کی کوئی اہمیت ہے؟

خرقِ عادات (کرامات) ذکر قلبی سے مرتبہ میں کم ہیں۔ حضرت

مجدد الف ثانیؒ اپنے پیر سے روایت کرتے ہیں کہ شیخ محی الدین ابن العربیؒ سے بعض اولیاء کرام نے جن سے بہت کرامتیں ظاہر ہوئیں زندگی کے آخری وقت میں یہ خواہش ظاہر کی کہ کاش! ہم سے اس قدر کرامتیں ظاہر نہ ہوتی۔ کیونکہ کرامات بعض اوقات کسی شیخ کو مجاہدے میں ڈال کر درجات بلند کرنے کے لئے ظاہر ہو جاتے ہیں پھر لوگ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور وہ مخلوق میں پھنس جاتا ہے اللہ کے ساتھ جو قرب اور انس ہوتا ہے اس میں دوسرے لوگ حائل ہو جاتے ہیں اور شیخ سالکین کے ساتھ مشغول ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اللہ رب العزت کسی سے دین کا کام وسیع پیمانے پر لینا چاہتا ہے پھر کرامات صادر ہو کر لوگ ان کی طرف خوب راغب ہو جاتے ہیں۔ اور لوگ شیخِ وقت سے فیض یاب ہو جاتے ہیں اور خوب دین کا کام کر لیتے ہیں۔

105) معجزہ اور کرامت میں کیا فرق ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح معجزہ میں اسباب طبعیہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم

میں فرمایا وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی، اسی طرح کرامت میں بھی اسباب طبعیہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا براہ راست حق تعالیٰ کی طرف سے کوئی کام ہو جاتا ہے اور معجزہ اور کرامت دونوں خود صاحبِ معجزہ و کرامت کے اختیار میں بھی نہیں ہوتے۔ ان دونوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ ایسا کوئی خارق عادت کام اگر کسی صاحبِ وحی نبی کے ہاتھ پر ہو تو معجزہ کہلاتا ہے اور غیر نبی کے ذریعہ اس کا ظہور ہو تو کرامت کہلاتی ہے۔ (معارف القرآن ص585ج6)

106) کیا اولیاء اللہ کے لئے کرامات بعد الموت بھی ثابت ہیں؟

کراماتِ اولیاء کا صدور جس طرح زندگی میں ہو سکتا ہے اسی طرح بعد الموت بھی ثابت ہے۔

كَمَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الصَّاوِيُّ وَحَاصِلُ مَعْنٰى اَنَّ كَرَامَاتِ الْاَولِيَاءِ حَالَ كَوْنِهِمْ فِيْ الدُّنْيَا لَهَا وُجُوْدٌ ثُبُوْتٌ وُقُوْعٌ اَيْ حَالَ حَيَاتِهِمْ وَكَذَا بَعْدَ الْمَوْتِ بِمَعْنٰى اِكْرَامِهِ فِيْ قَبْرٍ (نجاۃ اصلالی شرح بداء الامالی ص73)

ترجمہ: بے شک اولیاء کرام کی کرامات ان کی زندگی میں موجود ثابت اور وقوع ہوتے ہیں اور اس طرح مرنے کے بعد قبر میں ان کی عزت کرتے ہوئے ثابت ہیں۔

نسبت و خلافت

107) نسبت کیا چیز ہے؟

ایک چیز کا دوسری چیز سے کوئی خاص تعلق ہو جانا نسبت کہلاتا ہے۔ ہر مسلمان کا اللہ رب العزت کے ساتھ عام نسبت ہے اور اولیاء کرام کا اللہ رب العزت کے ساتھ خاص نسبت ہوتا ہے۔

108) مشائخ کرام خلافت دیتے وقت پگڑی کیوں بندھواتے ہیں؟

حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے ایک بہت بڑے مشن پر روانہ کرنا تھا۔ باقاعدہ ان کی بھی دستار بندی فرمائی تھی۔ ان کے سر پہ بھی پگڑی بندھوائی تھی۔

اَرْسَلْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی اَیَمَن فَوَضَعَ عَلٰی رَاْسِہٖ قَلَنْسُوَۃً

(بخاری شریف جلد2)

ترجمہ: حضور ﷺ نے ہمیں یمن کی طرف بھیجا اور اس (جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ) کے سر پر پگڑی بندھوائی تھی۔

اسی پگڑی میں کوئی فیض تھا جو ان کو منتقل فرمایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مشائخ اپنے مریدین کو خلافت دیتے وقت خرقہ خلافت دیا کرتے ہیں جو ایک خاص جبے کی شکل میں ہوتا ہے یا اس کے سر پر پگڑی بندھواتے ہیں۔

109) بعض حضرات کو تھوڑے اسباق پر خلافت واجازت کیسے مل جاتی ہے؟

نسبت کی برکت سے جو اسباق کی کیفیات ہوتی ہین ان سب کیفیات کا حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ ہمارے پیر و مرشد حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد دامت برکاتہ فرماتے ہیں کہ حضرت مرشد عالمؒ کئی مرتبہ ایسے بندے کو بھی خلافت و اجازت دیتے تھے جو ابھی لطیفہ قالبیہ کے اوپر ہوتا تھا اس سے اوپر اس نے سبق ہی نہیں کئے ہوتے تھے پھر حضرت فرماتے تھے کہ جب نسبت کی توجہ اس کو ملتی ہو پھر اس کے اسباق جیسے بھی ہو سارے صحیح طرح سے طے ہو جاتے ہیں۔

110) صاحبِ نسبت خلیفہ کو کیا کرنا چاہیے؟

(الف) صاحب نسبت بندہ کو بھی معرفت الٰہی پانے کے لئے مزید کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ رب العزت کا قرب تلاش کرنے سے خاموش بیٹھنا کسی بھی صورت میں نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں التجا کرے جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا یعنی اے میرے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما دے۔ جب تک جان میں جان ہے مجاہدے میں سستی نہیں کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ (سورۃ الحجرات آیت 99)

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو۔ یہاں تک کہ میں آپ کو اپنے پاس بلالو۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَقُوْمُ مِنَ اللَّیْلِ حَتّٰی تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا یَا رَسُوْلَ

اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ

قَالَ اَفَلَا اُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرً (بخاری شریف جلد 2)

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ رات کو اس قدر عبادت اور قیام کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں میں ورم آجاتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اللہ رب العزت نے آپ کی اگلی پچھلی ہر چیز کو معاف کردی ہے پھر بھی اتنی عبادت کرتے ہیں؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا کیا میں اس بات کو پسند نہ کروں کہ میں اللہ کا شکر گزار بندہ بنوں۔

(ب) اولیاء کامل جو دعوت و ارشاد سے واقف ہو ان کو چاہیئے کہ لوگوں کو اپنے اس فیض اور نور کی طرف بلائیں جو اُسے بڑوں سے ملا ہے تاکہ لوگ ان سے فیض حاصل کریں اور اللہ کا قرب اور رضا حاصل کرے اور لوگوں کے طعن اور اعتراض کی پرواہ کے بغیر اپنے کام میں لگا رہے۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا۔ لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ قَائِمَۃٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ لَا یَضُرُّھُمْ مَّنْ خَذَلَھُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَھُمْ یعنی میری امت

ہمیشہ ایک جماعت اللہ کے کام یعنی لوگوں کی ہدایت اور ترویج دین پر کمر بستہ رہے گا اور ان کی مدد نہ کرنے والا ان کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اور مخالفت کرنے والا ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

(بخاری شریف رقم الحدیث 3442)

صاحب نسبت بندہ باطنی علوم میں حضور ﷺ سے اپنے مشائخ کے واسطے سے بالواسطہ وارث ہوتا ہے۔ لوگوں کو اللہ کی طرف بلانا انبیاء کرامؑ کی سنت ہیں لہذا اس وجہ سے صاحب نسبت بندہ بھی یہی کام کرے گا اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں گے۔

(ج) شیخ کو چاہیئے کہ مریدوں اور آنے والے لوگوں کی اصلاح کرنے میں دلچسپی لے مریدوں پر مہربان رہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

ترجمہ: لوگو! تمہارے پاس تم ہی میں ایک رسول آیا ہے جنہیں تمہاری تکلیف گراں گزرتی ہے تمہاری (بھلائی کا) بہت خواہشمند ہے اور ایمان

والوں کے حق میں شفیق اور مہربان ہیں۔

یعنی در حقیقت اللہ کا نبی تم میں سے ہی آیا ہے اور آپ کی تکلیف اس پر دشوار ہے۔ (سورۃ التوبہ آیت 128)

(د) شیخ کو چاہیئے کہ ترش رُو نہ ہو۔ مریدوں کو سخت سست نہ کہے مگر اسلام کے متعلق نصیحت نرمی اور شفقت سے کرے حتی الوسع سخت گوئی سے پرہیز کرے۔ کیونکہ رسول ﷺ کا یہی دستور تھا۔ اگر مرید سے اپنے بارے میں ان سے بے ادبی ہو جائے تو معاف کرے اور مریدوں سے مالی یا دوسری منفعت کی توقع نہیں کرنا چاہیئے بلکہ سب سے خوب صورت رشتہ اور تعلق رب العالمین کے ساتھ جس پر بھروسہ کبھی ہارنے نہیں دیتا جس پر توکل کبھی غم میں مبتلا ہونے نہیں دیتا جس پر امید کبھی مایوس ہونے نہیں دیتا جس پر یقین کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا جس پر ایمان کبھی بہکنے نہیں دیتا جس کی طرف توجہ کبھی بھٹکنے نہیں دیتی جس کا رب اس کا سب۔

متفرق

111) سنت اور بدعت میں کیا فرق ہے؟

سنت عمل (پوری دنیا میں رائج ہوتا ہے) آفاقی ہوتا ہے، بدعت (ایک علاقے تک محدود ہوتا ہے، ایک مولوی صاحب ایک علاقے میں سنت کی بجائے ایک نئی چیز جاری کرتے ہیں اسے بدعت کہتے ہیں) علاقائی ہوتی ہے۔ یعنی سنت ہر جگہ اور ہر ملک میں یکساں ہو گا، مثلاً دسویں محرم کا روزہ رکھنا سنت ہے، یہ ہر جگہ اور ہر ملک میں رکھا جاتا ہے۔ دسویں محرم کو منانا بدعت ہے اسی لیے ایران میں منانے کا طریقہ اور پاکستان میں اور عراق میں اور ہندوستان میں اور ہے۔

112) کیا بیداری کی حالت میں حضور ﷺ کی زیارت ممکن ہے؟

بعد از وفات بیداری کی شکل میں انبیاء علیہم السلام کا نظر آنا حضور ﷺ کے لیے ثابت ہے۔ شب معراج میں تمام انبیاء کرام بیت المقدس میں جمع تھے۔ آپ نے انکی زیارت فرمائی اور نماز بھی پڑھائی۔ آسمانوں پر

حضرت آدمؑ ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت هارونؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراھیمؑ سے خصوصی ملاقات ہوئی۔

حضور علیہ السلام کو بعدِ وفات قبر سے باہر جسدِ عنصری کے ساتھ دیکھنا اس لیے ممنوع ہے کہ ایک تو بعث بعد الموت یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا قیامت سے پہلے نہیں ہو گا۔

دوسرا حضور ﷺ کی زیارت کرنے والا پھر صحابی بن جائے گا لیکن اب وہ پاک زمانہ گزر چکا ہے مگر جسد مثالی کا نظر آنا ممکن ہے۔

يَرْوِيْهِ الصَّحَابِيُّ الْجَلِيْلُ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ وَفِي رِوَايَةٍ مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكَثِيبِ الأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ (رواہ مسلم 2375)

انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سرخ ریت کے ٹیلے

کے پاس پہنچا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

وادی اَزرق میں حضرت یونسؑ کو دیکھا کہ وہ اللہ تعالی کے سامنے گڑ گڑا رہے تھے۔

گو عہد صحابہ میں حضور ﷺ کا بیداری کی حالت میں نظر آنا ثابت نہیں، مگر عہد صحابہ سے بعد لوگوں نے زیارت بحالت بیداری بیان کی ہے اور وہ ایسے بزرگ ہیں کہ ان کا اجتماع علی الکذب (یعنی جھوٹ پر جمع ہونا) مشکل ہے۔ کیا جن لوگوں سے شب معراج میں ملاقات ہوئی وہ انبیاء نہیں تھے انکے مزارات مقدسہ سے حالات کا انکشاف ہونا جیسے حضرت موسیٰؑ کا قبر میں نماز پڑھنا۔ کیا یہ رؤئیت بعد وفات (وفات ہونے کے بعد دیکھنا) نہیں اور جو کچھ انہوں نے دیکھا اور پھر کہا کیا وہ وفات کے بعد نہیں تھا۔ اگر انبیاء کرام کی مثالی صورتوں کا نظر آنا انبیاء کی رؤئیت نہیں پھر امامت اور ملاقات کیسے ہوئی۔ پھر حضور علیہ السلام امام الانبیاء کیسے بنے۔

اولیاء کرام کی کرامات اور انبیاء کرام کے معجزے ہوتے ہیں۔ دور صحابہ میں یہ کرامات تھوڑے تھے اسلئے کہ شمع رسالت کی روشنی کے نیچے ستاروں کی شعاعیں نہیں چلتی تھی جب سورج نکلا ہوا ہو تو ستارے غائب ہوتے ہیں۔

113) مثل کا کیا مطلب ہے؟

مثل اُس چیز کو کہتے ہیں جو اُس جیسی ہو اور اُس کے اوصاف اس میں موجود ہو۔ مثلاً بادشاہ کو سورج کے مثل کہہ سکتے ہیں۔ جس طرح سورج عام لوگوں کو روشنی دیتا ہے اس طرح بادشاہ بھی عام لوگوں کو فائدہ دیتا ہے۔

114) انبیاء اکرامؑ اور اولیاء کرامؒ کے قبروں پر جانے کے آداب کیا ہیں؟

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء کرام کے قبروں کی زیارت کرنے میں وضوء کا خوب اہتمام کرے۔ اور درود شریف حضور ﷺ پر خوب بھیجنا چاہیئے اور نماز روزہ یا کوئی اور نیک عمل جو اس سے پہلے خالص

نیت سے کیا ہو۔ اس کا ثواب ان کو بخشنا چاہیئے اور بار گاہ الٰہی میں ان کی محبت پانے اور ان کے راستے پر چلنے کی دعا کرے۔

اگر قبر پر آنے والا کسی شیخ طریقت سے اجازت و خلافت کی نعمت ملی ہو اور صاحب نسبت ہو تو اپنا دل تمام دوسرے خیالات سے خالی کر کے صاحب قبر سے فیض حاصل کرنے کے لئے مراقبہ کرے۔ اپنا دل صاحب قبر کے دل کے ساتھ لگا دے اور یہ خیال کرے کہ اُن کے نیک اعمال کی وجہ سے اس کے دل پر اللہ کی طرف سے جو انوارات نازل ہو رہے ہیں اُن کے دل سے میرے دل میں آ رہے ہیں اور پھر فیض کا انتظار کرے انشاء اللہ فائدہ محسوس ہو گا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جو سماع اموات کے قائل ہیں ان کا یہ قول بھی ایک صحیح حدیث کی بنا پر ہے جو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اسناد صحیح کے ساتھ منقول ہے وہ یہ ہے:

مَا مِنْ اَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ كَانَ يَعْرِفُه فِي الدُّنْيَا

فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ رُوْحَهُ حَتّٰى يُرَدُّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

(ذکرہ ابن کثیر فی تفسیرہ وصححا عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی قبر پر گزرتا ہے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا اور وہ اس کو سلام کرے تو اللہ تعالیٰ اس مردے کی روح اس میں واپس بھیج دیتے ہیں تاکہ وہ سلام کا جواب دیں۔

اس سے بھی یہ ثابت ہوا کہ جب کوئی شخص اپنے مردہ مسلمان بھائی کی قبر پر جا کر سلام کرتا ہے تو وہ مردہ اس کے سلام کو سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت اس کی روح اس دنیا میں واپس بھیج دیتے ہیں۔

115) عالمِ خلق اور عالمِ امر سے کیا مراد ہے؟

اللہ تعالیٰ نے کائنات کو دو طرح سے پیدا کیا۔ جسے کُن کہہ کر پیدا کیا وہ عالمِ امر (وہ جگہ جہاں سے امر یعنی حکم جاری ہوتا ہے) کہلاتا ہے اور

جسے بتدریج پیدا کیا وہ عالمِ خلق (جیسے زمین، آسمان، سمندر، جنگل، انسان وغیرہ) کہلاتا ہے۔

116) کیا سماع جائز ہے؟

ساز اور باجوں کے ساتھ کسی قسم کا گانا حتّٰی کے حمد و نعت بھی ناجائز ہے۔ بغیر مزامیر کے چند شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ تفسیر قرطبی میں ہے:

كَمَا فِي تَفْسِيْرِ قُرْطَبِي فَاَمَّا مَا اِبْتَدَعَهُ الصَّوْفِيَه اَلْيَوْمُ فِي الْاِدمَانْ عَلٰى سِمَاعِ الْاَغَانِيْ بِالْاٰلَا تِ الْمَطْرَبَة مِنَ الشَّبَابَاتِ وَالطَّارِ وَالْمَعَازِفِ وَالْاَوْتَارِ فَحَرَامٌ

(تفسیر القرطبی، ج:14، ص:40)

ترجمہ: یہ آج کل جو صوفیوں نے اس زمانے میں شروع کیں ہیں گانے بجانے کے آلات باجا وغیرہ سے گانا سنتے ہیں، کبھی ڈانس کرتے ہیں اور اسی طرح غیر پسندیدہ اور غیر سنجیدہ حرکتیں کرتے ہیں یہ سب حرام ہے۔

117) بزرگوں کی ختم شریف پڑھنے کی کیا اصل ہے؟

کوئی آیت یا عبارت جسے کسی شیخ کی زندگی اور کیفیات سے مناسبت کاملہ ہو ان کے ایصال ثواب کے لئے پڑھنا "ختم شریف" کہلاتا ہے۔ بعض مشائخ خود متعین کرتے ہیں اور بعض کی وفات کے بعد مریدین مقرر کر دیتے ہیں۔ یہ شرعی حکم نہیں ہے صرف زیادہ ثواب حاصل کرنے اور باطنی کیفیت بہتر بنانے کے لئے ختم شریف پڑھا جاتا ہے۔

118) نماز میں خیالات اور وساوس کو کیسے روکا جائے؟

ہر وسوسہ خیال ہے، جبکہ ہر خیال وسوسہ نہیں ہوتا۔ وسوسہ وہ خیال ہے جو مقصد میں حائل ہو لیکن فقط خیال مقصد میں حائل نہیں ہوتا۔ خیالات کا آنا نقصان دہ نہیں، خیالات کا لانا نقصان دہ ہے۔ ہمیں نماز میں دنیا کے خیالات آتے ہیں جو ہم کمزور ہیں اور اکابرین کو خیالات آتے ہیں دین کے جو اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوتے ہیں۔ جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز میں جہاد کی صفیں درست فرمایا کرتے تھے۔ ایسے خیالات بہت اچھے

ہیں اور توجہ الی اللہ میں رکاوٹ نہیں ہیں۔

119) اکثر گناہوں کا سبب کیا ہوتا ہے؟

اکثر گناہ "حب جاہ" یعنی تکبر، فخر اور غرور یا "قوت باہ" یعنی شہوت اور نفس پرستی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

120) مجذوب کون ہوتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے بعض بندے روحانی کاموں کے لئے مقرر ہوتے ہیں اور بعض مادی یا تکوینی کاموں کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔ تکوینی امور کے لوگ ظاہر میں دیوانوں کے مانند ہوتے ہیں۔ ضروری نہیں ہوتا کہ شریعت کے احکام بتانے والے لوگ رجال تشریع کو رجال تکوین کی خبر ہو۔ جیسے حضرت موسیٰؑ کو حضرت خضرؑ کا علم نہ تھا۔ کبھی کبھی تکوین تشریع ایک ہی شخص میں جمع ہو جاتی ہے۔ رجال تکوین میں قطب مدار اپنی جگہ بیٹھ کر کام کرتے ہیں اور رجال تشریع میں قطب ارشاد وعظ و نصیحت کرتے ہیں۔ عموماً قطب مدار قطب ارشاد کے ماتحت ہوتا ہے۔ بخاری

شریف کی روایت ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی ملاقات حضرت خضرؑ سے ہوئی۔ حضرت موسیٰؑ نے ساتھ رہنے کی خواہش ظاہر کی، حضرت خضرؑ نے فرمایا:

اِنِّي عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ اَنْتَ وَاَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ عَلَّمَكَهُ لَا اَعْلَمُهُ (بخاری شریف رقم الحدیث 122)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ایک قسم کا علم مجھ کو دیا ہے جو تم کو نہیں ملا ہے اور تم کو ایک قسم کا علم دیا ہے جو مجھ کو نہیں ملا۔

یہ تکوینی امور کے لوگ مجذوب کہلاتے ہیں۔

121) ابدال کون ہوتے ہیں؟

روایات میں ابدال کا تذکرہ موجود ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شام میں 40 ابدال ہوں گے۔ ان کی دعاؤں سے بارش ہوتی ہے۔ کفار کے خلاف اہل شام کی مدد فرماتے ہیں اور اُن کی موجودگی زمین پر اللہ

کی رحمت کا سبب بنتی ہے۔ (مسند احمد رقم الحدیث 896)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمین کا وجود 40 ابدال سے خالی نہیں ہو گا۔ کوئی ایک وفات ہو جائے تو دوسرا ان کا مقام لے لیتا ہے۔

عمدۃ السلوک میں ہے کہ ابدال وفات ہو جاتا ہے تو 500 اولیاء خاص میں کوئی ایک ابدال بن جاتا ہے (اکمال الشیم)

ابدال کے معنی ہیں "بدل جانا"۔ ابدال وہ لوگ ہیں جن کے بُرے اخلاق، بری عادتیں اچھی عادتوں سے بدل جائیں۔

اخلاقِ رذیلہ، اخلاقِ حمیدہ سے بدل جائیں۔

بری عادتیں، اچھی عادتوں سے بدل جائیں۔

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ

ترجمہ: یا اللہ مجھے گناہوں سے بچا کر مجھ پر رحم فرما دے۔

جس پہ ہوتا ہے فضلِ رحمانی
چھوڑ دیتا ہے کارِ شیطانی

اس امت میں 40 ابدال اور 500 برگزیدہ بندے ہمیشہ رہیں گے۔ جب 40 میں کوئی فوت ہو جاتا ہے تو 500 میں سے بنتا ہے اور 500 میں سے کوئی فوت ہو جائے تو عام مسلمانوں میں سے کوئی بنا جاتا ہے۔

(مسند احمد)

122) کیا عبادات کے ثواب میں فرق ہوتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ثواب ایک دوسرے کی نسبت سے زیادہ ہو سکتا ہے۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے وہ میرے صحابہ کے ایک سیر جَو کے برابر خرچ کرنے پھر بھی اس کے برابر نہیں ہو سکتے ہیں۔

(صحیح مسلم حدیث 2540، صحیح البخاری 3663)

مولانا رومؒ فرماتے ہیں "یعنی عابد تو ایک رات میں صرف دن بھر کی سفر طے کرتا ہے، عارف ایک ہی دم میں اللہ کے حضور میں جا پہنچتا ہے"۔ اس وجہ سے لوگوں کے عبادات میں فرق ہوتا ہے۔ جو ولی اللہ بارگاہِ الٰہی میں زیادہ قریب ہوتا ہے اُس کی عبادت کا ثواب اُن دوسروں اولیاء کرام

کی عبادت سے زیادہ ہوتا ہے جو اس سے کم مرتبہ میں ہوتے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہے کہ ایک رات جبکہ ستارے خوب چمک رہے تھے اور بہت زیادہ نظر آرہے تھے، رسول ﷺ میرے پاس تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسا بھی ہو گا جس کی نیکیاں ان ستاروں کے برابر ہوں گی۔ فرمایا ہاں عمر رضی اللہ عنہ ہے۔ میں نے عرض کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں کتنی ہوں گی۔ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک رات کے برابر ہوں گی جو انہوں نے میرے ساتھ غار ثور میں گزاری تھی۔

(مشکوۃ شریف رقم الحدیث 6068)

جب ان دونوں خلیفوں کی نیکیوں میں مرتبہ کے لحاظ سے فرق موجود ہیں، تو ایک ایسے شخص جو محنت کر کے محبتِ الٰہی میں آگے پہنچا ہوا ہو اور دوسرا شخص ابھی راستے میں ہو تو پھر اس دونوں کے درجات میں بھی فرق ضرور ہو گا۔

123) محاسبہ کیا ہوتا ہے؟

ارشاد فرمایا کہ اصلاح کا پانچواں طریقہ محاسبہ کرنا ہے کیونکہ انسان چھوٹے بڑے گناہ خود کرتا ہے اور ظاہر پوشیدہ گناہ خود کرتا ہے، اس لئے اسے اپنی اوقات کا خوب علم ہے۔ اگر محاسبہ کی عادت ڈالی جائے تو انسان بہت جلد نیک بن جاتا ہے۔ حضرت برھان الدین غریبؒ سے کسی عالم نے پوچھا کہ جتنے عیب دور کرتا ہوں اور زیادہ نظر آتے ہیں، فرمایا یہی انسان کامل کی نشانی ہے۔

124) انسان کس چیز سے بنا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو چیزوں سے بنایا ہے، ایک جسم اور دوسری روح۔

جسم عالم خلق سے بنا ہے۔ اس کی غذا بھی عالم خلق یعنی مخلوق سے ہے۔ یہ آگ، ہوا، مٹی اور پانی سے مرکب ہے۔ ان چاروں کے مجموعے کو نفس بھی کہتے ہیں۔

روح عالم امر سے اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہے۔ قلب، روح، سر، خفی، اخفی عالم امر سے ہے۔ غذا بھی عالم امر سے ہے۔ ذکر، تلاوت،

عبادت وغیرہ وغیرہ۔

ظاہری غذا سے جسم کو طاقت ملتی ہے اور باطنی غذا سے روح کو طاقت ملتی ہے۔

جسم بیمار ہو جائے تو ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں اور روح بیمار ہو جائے تو صلحاء اتقیاء اور مشائخ کے پاس جانا پڑتا ہے۔

جسم کی بیماری جان کا خطرہ ہوتا ہے۔

روح کی بیماری ایمان کا خطرہ ہوتا ہے۔

- جب آئینہ سورج کے سامنے رکھا جائے تو اس کے اثرات شیشے کے اندر آجاتے ہیں اور شیشہ گرم ہو جاتا ہے۔

اس طرح نفس کو عالم امر کے سامنے رکھا جائے یعنی کثرت سے مراقبہ کیا جائے تو اس میں عالم امر یعنی نورانی اثرات آجاتے ہیں وہ نفس روشن ہو جاتا ہے پھر وہ روشنی جسم کی طرف منتقل ہوتا ہے پھر اس نور کا تعلق لطیفہ قلب کے ساتھ بن جاتا ہے۔یعنی اوپر سے آنے والے انوارات انسان کے جسم میں جمع ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور دل اللہ اللہ

بولنا شروع کر دیتا ہے۔

جتنا ظاہری جسم عالم امر یعنی روح سے زیادہ انوارات حاصل کریں گے اس قدر روحانی ترقی زیادہ ہو گی اور ظاہر بھی پُر نور ہو گا اور چہرے پر بھی نور کے اثرات ظاہر ہونگے۔

125) نفس سے کیا مراد ہے؟

نفس کی تعریف ملا علی قاریؒ نے یہ کی ہے:

اَلْجَسَدُ کَثِیفٌ وَالرُّوحُ لَطِیفٌ وَالنَّفْسُ بَیْنَهُمَا مُتوسطِةٌ

(شارح مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: جسم گاڑھا ہے، روح لطیف ہے، نفس دونوں کے درمیان ہے۔

126) روح اور نفس میں کیا فرق ہے؟

بعض علماء کے نزدیک روح اور نفس ایک ہی شے کے دو نام ہے مگر محققین کے نزدیک روح اور نفس دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ استاد ابوالقاسم قشیریؒ فرماتے ہیں اخلاقِ حمیدہ کے معاون اور منبع کا نام روح ہے اور اخلاقِ ذمیمہ اور شر چشمہ کا نام نفس ہے مگر جسم لطیف میں دونوں اس

طرح مشترک ہے جیسے ملائکہ اور شیاطین جسم لطیف ہونے میں مشترک ہے۔ چنانچہ ملائکہ کو نور سے اور شیاطین کو نار سے پیدا کیا گیا۔ علماء نے دوسرا فرق یہ بھی بیان کیا ہے کہ روح انسان کو آخرت کی طرف بلاتی ہے اور نفس خواہشات اور دنیا کی طرف بلاتا اور کھینچتا ہے۔

127) اللہ نے مِنْ رُوْحِی فرمایا ہے کہ میں نے انسان کو اپنے روح سے پیدا کیا ہے۔ اپنی طرف نسبت کی ہے۔ حالانکہ سب مخلوق کے اندر اللہ نے روح ڈال دی ہے۔

اس کے دو بڑی وجوہات علماء بیان کرتے ہیں۔

1۔ تمام مخلوقات میں روح علوی (اوپر سے آئی ہوتی ہے) یہ محض کُن سے پیدا ہو چکا ہے۔ اس میں تجلیات الٰہی (انوارات الٰہی) قبول کرنے کے اثرات زیادہ ہیں۔ اس لیے مِنْ رُوْحِی فرمایا ہے۔

2۔ اس لیے انسان دوسرے مخلوقات کی بنسبت اللہ کا قرب اور معرفت سب سے زیادہ حاصل کر سکتا ہے۔

اس لیے حضور ﷺ سید الاولین ، آخرین، سید الانس، سید الجن، سید الملائکہ بنے اس کو اللہ رب العزت نے جبرائیلؑ سے بھی آگے مقام عنایت فرمایا ہے۔

وفی فتاوی عزیزی (2/103) مجتبائی دہلی

مرید شدن از آنکس درست است کہ دران پنج شرط متحقق باشد۔

شرط اول: علم کتاب و سنت رسول اللہ ﷺ داشتہ باشد خواہ خواندہ از عالم عاد داشتہ باشد۔

شرط دوم: آنکہ موصوف بعدالت و تقوی باشد و اجتناب از کبائر وعدم اصرار صغائر نماید۔

شرط سوم: آنکہ بے رغبت از دنیا و راغب در آخرت باشد و برطاعات مؤکدہ و اذکار منقولہ کہ در احادیث صحیحہ آمدہ اند مداومت نماید۔

شرط چہارم: آنکہ امر معروف و نہی منکر کردہ باشد۔

شرط پنجم: آنکہ از مشائخ ایں امر گرفتہ باشد و صحبت معتد بہا ایتاں نمودہ باشد پس ہر گاہ ایں شروط در شخصے متحقق شدن مرید شدن ازان درست است۔

ترجمہ: مرید ہونا اس سے درست ہے جس میں پانچ شرطیں پائی جاتی ہوں۔

پہلی شرط: کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا علم رکھتا ہو خواہ پڑھ کر خواہ کسی عالم کی صحبت میں رہ کر اس سے سُن کر یاد کیا ہو۔

دوسری شرط: عدالت و تقوی کے ساتھ موصوف ہو۔

تیسری شرط: دنیا سے بے رغبت اور آخرت میں راغب ہو طاعات مؤکدہ اور صحیح احادیث میں وارد شدہ اذکار کا پابند ہو۔

چوتھی شرط: اچھائیوں کا حکم کرتا ہو برائیوں سے روکتا ہو۔

پانچویں شرط: مشائخ سلسلہ کی خدمت میں ایک مدت رہ کر سلوک سیکھا ہو اور اجازت حاصل کی ہو۔

جس میں یہ پانچوں شرائط پائی جاویں اس سے بیعت ہونا درست ہے۔

مَحبوبُ السَّالکِین

حضرت مولانا پیر گل رئیس نقشبندی مجددی

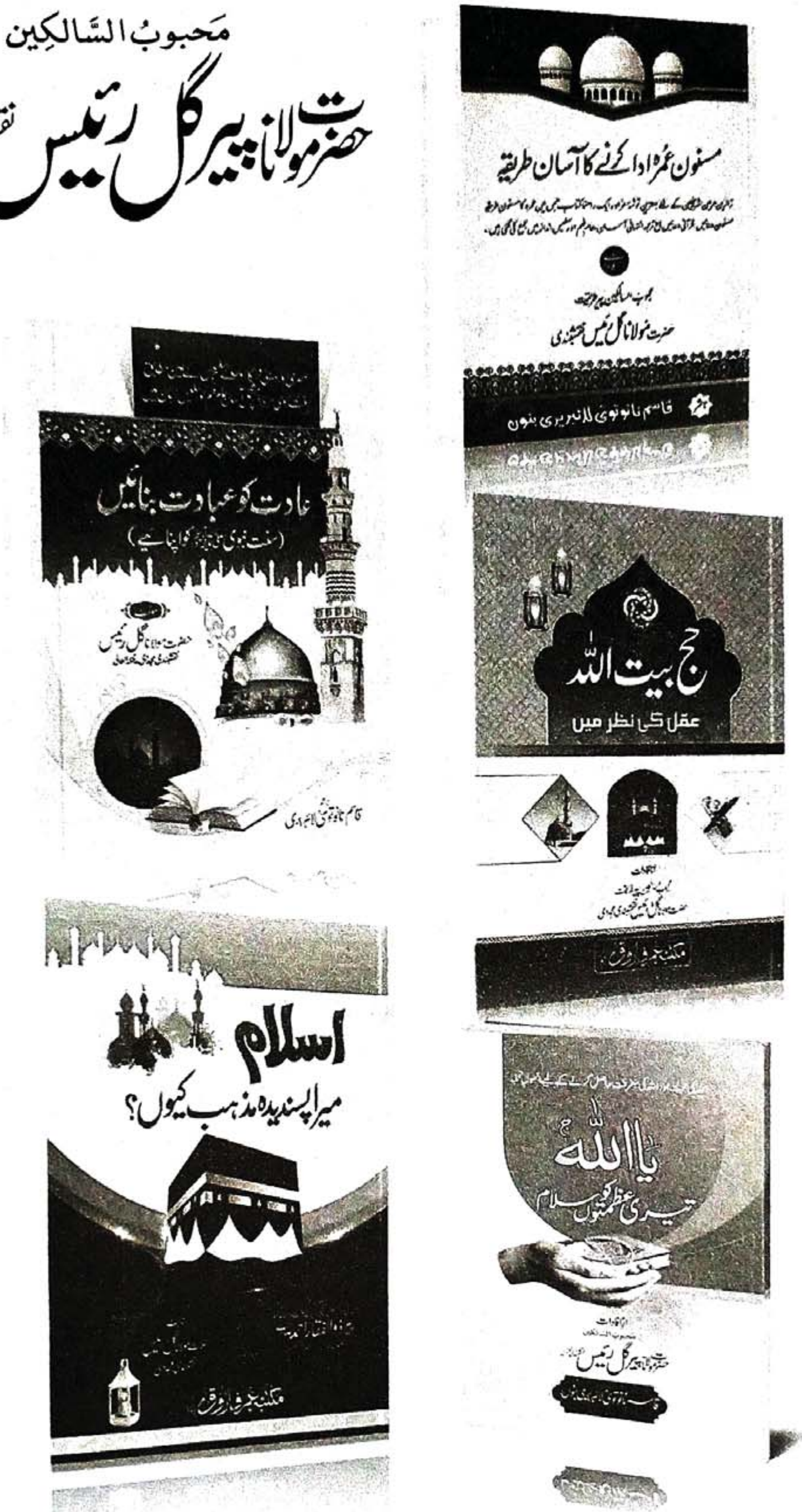

رب کی
احسانات
پیر ذوالفقار احمد

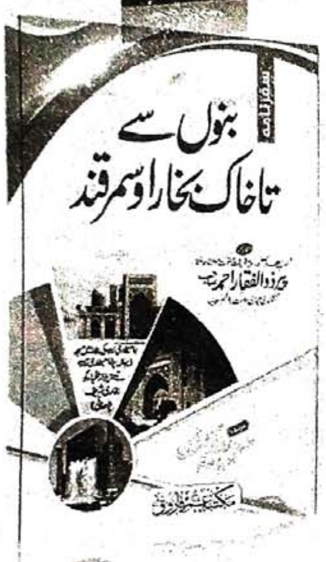
سفرنامہ
بنوں سے
تا خاک بخارا و سمرقند
پیر ذوالفقار احمد

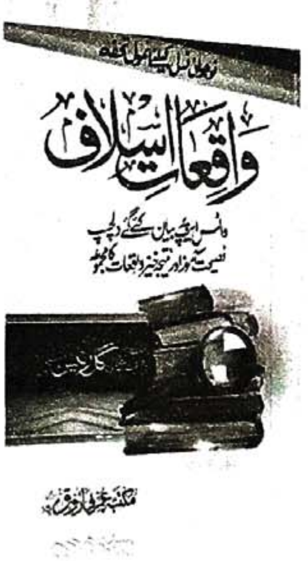
واقعاتِ اسلاف
مکتبہ عمر فاروق

وسوسے
کیوں آتے ہیں
مکتبہ عمر فاروق

درسی تقریر
مسند الامام الاعظم
جلد ۱
درسی افادات
محبوب السالکین پیر طریقت
حضرت مولانا گل رئیس نقشبندی مجددی
بانی و مہتمم جامعہ دار الہدیٰ (مرکزی) بنوں
قاسم نانوتوی لائبریری بنوں

سوانحی خاکہ

محبوب السالکین حضرت مولانا پیر گل رئیس نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

ولادت

8 مئی 1966ء

مقام ولادت

سرائے نورنگ، ضلع لکی مروت

عصری تعلیم

میٹرک پشاور بورڈ 1982ء،
F A پشاور بورڈ 1984ء،
عربی آنرز پشاور بورڈ 1987ء
B A گومل یونیورسٹی ڈی آئی خان 1989ء،

M A اسلامیات گومل یونیورسٹی ڈی آئی خان 1991ء

دینی تعلیم

درس نظامی (ابتداء) دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت 1982ء دارالعلوم حنفیہ چکوال، درس نظامی (تکمیل) جامعہ معراج العلوم بنوں 1990ء فاضل وفاق المدارس العربیہ ملتان 1990ء

درس وتدریس

(سابقاً) جامعہ معراج العلوم بنوں 1991ء مدرسہ تحفیظ القرآن مال منڈی بنوں، مدرسہ ترتیل القرآن متصل جامع مسجد حق نواز، چائے بازار بنوں، (حالاً) جامعہ دارالہدیٰ (مرکزی) بنوں

مناصب

بانی ومہتمم جامعہ دارالہدیٰ (مرکزی) بنوں، خطیب جامع مسجد القاسم بنوں، ناظم عمومی جماعت نقشبندیہ مجددیہ بنوں، مدیر اعلیٰ قاسم نانوتویؒ لائبریری بنوں، چیئرمین الرئیس فاونڈیشن بنوں

اصلاح وارشاد

خانقاہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، جامعہ دارالہدیٰ (مرکزی) بنوں

تبلیغی اسفار

حرمین شریفین، متحدہ عرب امارات، سرہند شریف، روس، تاجکستان، ازبکستان، قزاقستان، کرغستان۔ بخارا و ثمر قند ملائیشیا

بیعت وخلافت

خادم خاص
مرشد عالم پیر طریقت حضرت مولانا **غلام حبیب**ؒ چکوال نقشبندی مجددی
مفتی اعظم استاذ العلماء حضرت مولانا **مفتی محمد فرید صاحب**ؒ نقشبندی مجددی
محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر **حافظ ذوالفقار احمد** صاحب نقشبندی مجددی مدظلہ،

تصنیفات وتالیفات

① اللہ کا غیبی نظام ② اسلام میرا پسندیدہ مذہب کیوں؟ ③ رب کا پیغام انسانیت کے نام ④ رب کے احسانات ⑤ ملفوظات فقیر جلد اول دوم
⑥ عادت کو عبادت بنائے ⑦ واقعات اسلاف ⑧ حج بیت اللہ عقل کی نظر میں ⑨ وسوسے کیوں آتے ہے؟ ⑩ نکات فقیر جلد اول
⑪ اللہ کی طرف سے قدردانی ⑫ بنوں سے تا خاک بخارا و سمرقند (سفرنامہ) ⑬ مسنون عمرہ ادا کرنے کا آسان طریقہ ⑭ اسباق نقشبندیہ

محبوب السالکین پیر طریقت حضرت مولانا گل رئیس نقشبندی

کا سلسلۂ مطبوعات قاسم نانوتوی رح لائبریری بنوں

ناشر

قاسم نانوتوی رح لائبریری

جامعہ دارالہدیٰ جامن روڈ بنوں

0336-5856666 | 0335-8030171